﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد16
جمعۃ المبارک 07/اگست 2009ء
14/شعبان1430ہجری قمری ❁ 07/ظہور 1388ہجری شمسی
شمارہ 32

اولین کی عظمت

قیس بن حازم بیان کرتے ہیں کہ بدری صحابہ کو ملنے والا حکومتی وظیفہ پانچ ہزار تھا اور حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ مَیں ان کو بعد میں آنے والے لوگوں پر فضیلت دوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب شھود الملائکۃ بدر حدیث نمبر:3718)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں اور خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں UK میں ہونے والے دوسرے جلسہ سالانہ میں 84 ممالک کے 27 ہزار سے زائد افراد کی والہانہ شرکت

خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے مہمانوں اور میزبانوں کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ان کے حقوق و فرائض کی طرف مؤثر طور پر توجہ دلائی

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پر کسی وقت بھی سورج غروب نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے دنیا کے 195 ممالک میں اسلام احمدیت کا جھنڈا گاڑ چکے ہیں۔

ہر ملک میں اللہ تعالیٰ اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو بڑی شان سے پورا کر رہا ہے۔ الحمدللہ

(حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز اور روح پرور خطابات)

(رپورٹ مرتبہ : نسیم احمد باجوہ ۔ مبلغ سلسلہ یوکے)

الحمدللہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا 43واں جلسہ سالانہ مورخہ 24 جولائی بروز جمعۃ المبارک تا 26/جولائی بروز اتوار اپنی شاندار دینی اور روحانی روایات کے مطابق منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ خلافت احمدیہ کے پاکستان سے ہجرت اور برطانیہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے قیام کی برکت سے یہ جلسہ مرکزی عالمی جلسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ 1985ء سے 2004ء تک یہ جلسے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوتے رہے۔ شرکاء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر 2005ء میں یہ جلسہ رشمور ایرینا، آلڈرشاٹ میں منعقد کیا گیا۔ 2006ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں جماعت احمدیہ کو آلٹن کے علاقہ میں 208 ایکڑ کا رقبہ خریدنے کی توفیق دی جو نہایت خوبصورت اور سرسبز وشاداب علاقہ ہے۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ برطانیہ اسی خوبصورت جگہ پر منعقد ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس جگہ کا نام ''حدیقۃ المہدی'' یعنی مہدی کا باغ رکھا اور یہ نام اب نہ صرف برطانیہ میں شہرت یافتہ ہے بلکہ دنیا کے کونے کونے میں MTA کے ذریعہ اور مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی حدیقۃ المہدی کے مختلف حصوں میں دفاتر، اجتماعی وسیع قیامگاہیں، طعامگاہیں، خواتین کی مارکی، بچوں کے لئے Creche یعنی نرسری کی سہولتیں، طبی امداد، بکسٹالز، نمائش، بازار اور کھانا کھلانے کے لئے عمومی اور VIP سروس کے لئے انتظامات کئے گئے تھے۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات تین حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور تینوں کے الگ الگ افسران کی منظوری سال کے شروع میں مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت UK جو افسر رابطہ بھی ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے لے کر متعلقہ شعبہ کے ناظمین کی منظوری حضور انور سے حاصل کرتے ہیں اور نئے سال کے لئے ہر ناظم اپنی سکیم تیار کرتا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں کی طرح امسال بھی افسر جلسہ سالانہ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن تھے۔ تیسرا شعبہ خدمت خلق کا ہے جس کے افسر مکرم ٹومی کالون صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یوکے تھے۔ اس شعبہ کا کام عمومی حفاظت اور نظم وضبط کے قیام کے لئے بھرپور مساعی سرانجام دینا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی صدر مکرمہ شمائلہ ناگی صاحبہ نے بھی اپنی ناظمات کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست الٰہی نشان ہے کیونکہ 1891ء میں جب اس جلسہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ دنیا کی سب اقوام کے لوگ اس جلسہ میں شرکت کریں گے۔ ابتداء میں صرف 75 لوگ اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے اور اس کے بعد 1983ء میں پاکستان میں ہونے والے آخری جلسہ سالانہ میں پونے تین لاکھ سے زائد لوگ شامل ہوئے جو دنیا کے متعدد ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔

1984ء میں حکومت پاکستان نے جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے محض حسد اور بغض کی وجہ سے جلسہ سالانہ پر پابندی لگادی۔ اس کے بعد برطانیہ کے جلسہ سالانہ کو جو 1964ء سے جاری تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مرکزی جلسہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ہجرت کے بعد پہلے سال کا جلسہ Tolworth کے علاقہ میں ایک ہال میں منعقد ہوا جس میں کم وبیش چار ہزار لوگ شریک ہوئے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال 27 ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی جن کا تعلق دنیا کے 84 ممالک سے تھا۔ اس طرح یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہر سال جلسہ سالانہ بعض امتیازی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ 2009ء کا جلسہ اس لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتا تھا کہ اس میں قرآن کریم کی عظمت وشان کو نمایاں طور پر اجاگر کیا گیا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کی سٹیج کے پیچھے جو بڑا پوسٹر لگایا گیا اس پر قرآن کریم کو نمایاں طور پر دکھایا گیا اور ساتھ ہی قرآن کریم کی یہ آیت نمایاں طور پر لکھی گئی
یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ

النَّاسِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ (المائدۃ:68)۔اس کے ساتھ اردو اور انگریزی میں اس کا ترجمہ لکھا گیا۔اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اختتامی خطاب میں بھی اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی آخری اور کامل شریعت پر خود بھی عمل کرے اور ساری دنیا کو بھی اس خدائی پیغام سے متعارف کرائے۔علاوہ ازیں جلسہ کی تقاریر میں سے ایک تقریر کا موضوع بھی ’’قرآن کریم اور اس کا حسن و جمال‘‘ تھا اور دیگر تقاریر بھی اس موضوع پر روشنی ڈالتی تھیں۔اسی طرح جلسہ گاہ میں جگہ جگہ خوبصورت اور جلی حروف میں بینرز لگائے گئے جن پر قرآن مجید کی خوبصورت اور حسین تعلیم کو پیش کیا گیا۔

امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ محکمہ موسمیات کی طرف سے جلسہ کے دنوں میں شدید بارشوں کی پیشگوئی کی گئی تھی۔چنانچہ جلسہ کے پہلے روز جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے تو اس قدر شدید بارش ہو رہی تھی کہ حضور کے الفاظ بھی صحیح طور پر سنائی نہیں دے رہے تھے۔خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور نے تمام سامعین کو بارش کے رکنے کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ دعا کریں کہ بارش رُک جائے تا کہ جلسہ کی تقاریر کو بھی آسانی سے سنا جاسکے۔اور لوگوں کو چلنے پھرنے میں بھی دِقّت نہ ہو۔اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو اپنے فضل سے حیرت انگیز طور پر قبول فرمایا اور بارش رُک گئی اور پھر جلسہ کے باقی ایام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سہولت رہی۔ فالحمدللہ علی ذٰلک۔

امسال جلسہ سالانہ کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ Health & Safety کے لئے غیر معمولی انتظامات کئے گئے جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ اعلان ہو چکا تھا کہ آئندہ چند دنوں میں یوکے Swine Flue کی پُر زور وبا کی زد میں آنے والا ہے۔حتیٰ کہ برطانیہ کے معروف انٹرنیشنل اخبار The Times نے لکھا کہ Swine Flue کے بہت سے کیسز ہو چکے ہیں اور خطرہ ہے کہ برطانیہ میں 65 ہزار تک اموات ہو سکتی ہیں۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت کے مطابق آنے والے مہمانوں کو حدیقۃ المہدی میں داخل ہوتے ہی روزانہ سوائن فلو کی دوا دی جاتی رہی۔اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔Safety کے خصوصی انتظامات کے تحت مخصوص داخلہ گیٹس بنائے گئے اور الیکٹرونک آلات کی مدد سے تمام آنے والوں کو چیک کیا جاتا رہا۔اسی طرح اور بھی بہت سے انتظامات کئے گئے اور بفضلہٖ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھا۔الحمدللہ علی ذٰلک۔

امسال شرکاء جلسہ کی تفریح اور عام معلومات میں اضافہ کے لئے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سیر کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس غرض کے لئے ایک کاروباری ادارہ کی مدد حاصل کی گئی جو 30 پاؤنڈ کے ٹکٹ کے ساتھ پانچ منٹ کی ہوائی سیر کراتے تھے اور سیر کرنے والے حدیقۃ المہدی اور ارد گرد کے علاقوں کی سیر بھی کرتے اور تصاویر بھی لیتے اور اس طرح قرآنی ارشاد سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ پر عمل کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتے رہے۔

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مہمانوں کی کثرت کے پیش نظر تین مقامات پر مہمانوں کی رہائش اور لنگر کا انتظام کیا گیا تھا۔یعنی بیت الفتوح، اسلام آباد (ٹلفورڈ) اور حدیقۃ المہدی۔چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے 19/جولائی کو ان تینوں مقامات کے معائنہ کے بعد حدیقۃ المہدی میں انتظامات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور کارکنان کو ضروری ہدایت سے نوازا۔

امسال یوکے سمیت 84 ممالک کے احباب نے شرکت کی سعادت حاصل کی جن کے نام یہ ہیں:

افغانستان، البانیہ، الجیریا، آسٹریا، آسٹریلیا، بحرین، بنگلہ دیش، بیلجیئم، بینن، برمودا، برازیل، برکینا فاسو، کینیڈا، کیپ وردے، چین، کانگو، سائپرس، ڈنمارک، متحدہ عرب امارات، مصر، فرانس، گیمبیا، جرمنی، گھانا، گوائٹے مالا، گنی، ہالینڈ، ہانگ کانگ، انڈیا، انڈونیشیا، ایران، آئرلینڈ، اسرائیل، اٹلی، آئیوری کوسٹ، جاپان، قازقستان، کینیا، کریباتی، کویت، کرغستان، لبنان، لائبیریا، ملائشیا، ماریشس، نیوزی لینڈ، نائیجر، نائیجیریا، ناروے، فلسطین، اومان، پاکستان، فلپائن، پرتگال، قطر، جمہوریہ کوریا، رومانیا، روس، سعودی عرب، سینیگال، سیرالیون، سنگاپور، سلواکیا، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سپین، سری لنکا، سوازی لینڈ، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، شام، تائیوان، تنزانیہ، تاتارستان، ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو، ترکی، ترکمانستان، یوگنڈا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، یوکے، ازبکستان، زیمبیا، زمبابوے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 24/جولائی 2009ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایک بج کر دس منٹ پر شروع ہوا اور دو بجے ختم ہوا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔یوکے جماعت گزشتہ 25 سال سے ان جلسوں کا انعقاد کر رہی ہے جو ایک لحاظ سے بین الاقوامی جلسہ کہلاتا ہے اور احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھی کثرت سے شریک ہوتے ہیں۔ افریقہ کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے بھی مہمان تشریف لاتے ہیں۔حضور انور نے میزبانوں اور مہمانوں کو بعض باتوں کی طرف توجہ دلائی۔حضور نے فرمایا کہ ڈیوٹی والوں کو تو مَیں بتا چکا ہوں لیکن آج بعض اور باتیں ہوں گی۔فرمایا یہ جلسہ بین الاقوامی جلسہ ہے اور ہمارے ہمسائے بھی اس میں شامل ہوتے ہیں جن میں سے بعض تو ہمیں شدت پسند مسلمانوں میں سے ہی سمجھتے ہیں جن کی وجہ سے کئی جگہوں پر فساد برپا ہے۔مَیں ان کو بتاتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم پیار اور صلح کی تعلیم ہے جسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کر ہمارے سامنے رکھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ اصول بہت ہی پیارا اور صلح کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا مان لیں جو دنیا میں کسی بھی جگہ تشریف لائے خواہ وہ ہند میں آئے یا فارس میں یا چین میں‘‘۔حضور نے فرمایا کہ ہم اس اصول کے مطابق سب نبیوں کا احترام کرتے ہیں۔پیار و محبت کی فضا اس وقت پیدا ہوتی ہے جب دوسروں کے بزرگوں کا احترام اور عزت کی جائے۔اس تعلیم کے ہوتے ہوئے اسلام کو شدت پسند مذہب کہنا بہت بڑا ظلم ہے۔حضور نے فرمایا: مَیں ہمسایوں کو کہتا ہوں کہ ہمارے متعلق سب بدظنیاں دل سے نکال کر دل کو صاف کر لیں۔ہمارے دین میں ہمسایوں کے حقوق اس قدر ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے اس قدر ہمسایوں کے حقوق کی تاکید کی ہے کہ مَیں گمان کرنے لگا کہ ہمسائے کو ورثے میں بھی حصہ دار بنا دیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ہم اس سرزمین میں ہدایت کے باغ لگانے اور پیار و محبت کی فصلیں کاشت کرنے آئے ہیں۔پھر فرمایا بہت سے لوگوں نے جلسہ کے انعقاد میں مدد کی ہے ہمیں ان سب کا شکرگزار ہونا چاہئے اور سب احمدیوں کو ان کا شکرگزار ہونا چاہئے۔فرمایا ہم تو سب کا احترام کرتے ہیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو توہین کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو مسلمان اس پر ردّعمل ظاہر کرتے ہیں۔وہ مسلمان جو خلافت کی نعمت سے محروم ہیں ان کا ردعمل شدت پسندی والا ہوتا ہے۔ہم بھی ردعمل ظاہر کرتے ہیں لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق پُرامن طور پر کرتے ہیں۔ہمارے ساتھ جو مخالفت کا سلوک کرتے ہیں ہم تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک ہی کرتے ہیں۔فرمایا: مَیں احمدیوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہر احمدی جو اس جلسہ میں شامل ہے خواہ مرد ہو یا عورت اس کا فرض ہے کہ ہمسایوں کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہئے۔دعا بھی کرنی چاہئے اور بہانہ تلاش کرنے والوں کو کوئی بہانہ نہ ملے۔پھر فرمایا ٹریفک کے قواعد کی پابندی کریں تا کہ کسی ہمسائے کو تکلیف نہ ہو۔سڑکوں اور گھروں کے سامنے کاریں پارک نہ کریں۔آج بارش کی وجہ سے ہوسکتا ہے دقت ہو، باہر بالکل گاڑیاں کھڑی نہ کریں۔دو سال پہلے اس سے ہمسایوں کو شکایت پیدا ہوئی تھی اس لئے خاص خیال رکھیں۔انتظامیہ نے پارکنگ کا انتظام کیا ہوا ہے لندن سے آلٹن تک ریل استعمال کریں۔فرمایا اللہ تعالیٰ کی خاطر جلسہ میں شامل ہوئے ہیں تو چھوٹی چھوٹی تکالیف برداشت کرنی چاہئیں۔ہر احمدی ایسا نمونہ دکھائے کہ لوگوں کے خیالات اسلام احمدیت کے متعلق مثبت ہو جائیں اور وہ ہم سے تعلق رکھنا عزت کا موجب سمجھیں۔ہر احمدی ہر وقت اس بات کا خیال رکھے کہ وہ احمدیت کا سفیر ہے۔

فرمایا: جلسہ سالانہ کا اصل مقصد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہے۔ان دنوں میں جہاں آپ کی طرف سے عبادتوں کا اظہار ہو وہاں اپنوں اور غیروں سے اعلیٰ اخلاق سے پیش آنا بھی ضروری ہے۔کبھی کسی مہمان کو شکوے کا موقع نہ دیں۔مہمان کا بھی فرض ہے کہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے۔صبر اور حوصلے کا ثبوت دے۔ کارکنان بھی انسان ہیں۔بعض کو 24 گھنٹے میں صرف دو گھنٹے سونے کا موقع ملتا ہے۔اس لئے اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو مہمان کو صرفِ نظر سے کام لینا چاہئے۔بیرونی مہمانوں پر زیادہ توجہ دی جائے تو مقامی مہمانوں کو بُرا نہیں ماننا چاہئے۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ کام میں مصروف تھے رات گئے تک کھانا نہیں کھایا۔کھانا ختم ہو چکا تھا۔بازار بھی بند تھے۔جب حضور کو معلوم ہوا کہ سب پریشان ہیں تو آپ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔دستر خوان پر بچے کھچے ٹکڑے ہوں گے وہی لے آؤ۔اگر آپ فرماتے تو کھانا بن سکتا تھا لیکن آپ نے کارکنان کی تکلیف کا خیال کر کے ایسا کیا۔پس حضورؑ کے ماننے والوں کو بھی ایسا ہی نمونہ دکھانا چاہئے۔کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن نہیں ہونی چاہئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کا پورا خیال رکھا جائے، ان کے جذبات کا احترام کیا جائے۔کوئی چبھتی ہوئی بات نہ کریں۔جلسہ کے دنوں میں مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ان کے جذبے کی قدر کریں۔غیر از جماعت مہمانوں کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غیر قوموں کے لوگ آئیں تو ان کا احترام کرو۔

فرمایا جلسہ کا مقصد جلسہ سننا اور روحانی فائدہ اٹھانا ہے۔یہاں تین دن روحانی غذا کی طرف توجہ دی جانی چاہئے تب ہی صحیح طور پر مقصد پورا ہوسکتا ہے۔جو تقریریں سنیں ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔کوئی عورت یا مرد باہر پھرتا نظر نہ آئے۔بچوں والی عورتوں کی علیحدہ مارکی ہے، اسے استعمال کریں لیکن جو بچے سمجھدار ہیں انہیں والدین کو سمجھا کر لانا چاہئے کہ جلسہ میں آرام سے بیٹھنا ہے۔بچپن سے سارا سال اس کی ٹریننگ دی جائے۔اگرچہ بعض مائیں ایسا ہی کرتی ہیں۔اطفال ناصرات کی کلاسز میں بھی سارا سال اس طرف توجہ دلائیں اگر سارا سال والدین اور ذیلی تنظیمیں اس طرح توجہ دیں تو شکایات پیدا نہیں ہوں گی۔بچوں کی بڑی تعداد ڈیوٹی دیتی ہے لیکن بعض بچے دوسروں کو ڈسٹرب (Disturb) کرتے ہیں والدین ان کی تربیت کریں۔ارد گرد کے ماحول میں حفاظت کا بھی خیال رکھیں۔دعاؤں سے کام لیں۔اللہ تعالیٰ کا حفاظت کا وعدہ ہے اور یہ بھی وعدہ ہے کہ آخری غلبہ آپ ہی کا ہے۔اس جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرنی ہے لیکن مخالفین نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔بعض دفعہ مخالف ہماری بے احتیاطی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔آج کل کے حالات میں حفاظت کی خاطر احتیاط کرنا ضروری ہے۔حفاظت کے لئے چیکنگ کرواتے ہوئے انتظامیہ سے تعاون کریں۔اپنے ماحول پر ہر شخص نظر رکھے۔کسی کے متعلق شک ہو تو فوراً انتظامیہ کو اطلاع کریں۔خاص طور پر عورتیں خیال رکھیں۔کوئی عورت مکمل طور پر چہرہ نہ چھپائے۔چند سال پہلے ایک مرد عورتوں کے لباس میں پکڑا گیا تھا۔

فرمایا: صفائی کا بھی خاص خیال رکھیں۔گند زمین پر نہ پھینکیں بلکہ ڈسٹ بن میں پھینکیں تا کہ ماحول صاف رہے۔غسل خانے اور ٹائلٹ استعمال کرنے کے بعد اچھی طرح صاف کریں۔صفائی کرنے سے عزت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہے۔ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپا مجیدہ شاہنواز صاحبہ مرحومہ بڑی چاہت سے ہر سال صفائی پر ڈیوٹی لگواتی تھیں۔آپ ایک ڈپٹی کمشنر کی بیٹی اور ایک متمول تاجر کی بیوی تھیں۔مالی قربانی بھی بہت کرتی تھیں لیکن صفائی کا کام بڑی خوشی سے کرتی تھیں۔صفائی ایمان کا حصہ ہے اور مومن کو چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر عمل کرے۔

پھر فرمایا: آج کل Swine Flue بھی پھیلا ہوا ہے۔حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہو رہے ہیں۔ انتظامیہ کی طرف سے ہر آنے والے کو ہومیوپیتھی دوائی دی جا رہی ہے۔ہر مہمان کو تعاون کرنا چاہئے۔اگر کسی کو فلو کا شک ہو تو آنے سے پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کریں اور

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر53

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب سے ایک انٹرویو۔ (حصہ دوم)

(اس انٹرویو کے حصہ اول میں ہم نے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کے ابتدائی ایام تعلیم، احمدیت سے تعارف، بیعت، ملازمت اور آپ کے ذریعہ مکرم حلمی الشافعی صاحب کی بیعت تک کے حالات کا تذکرہ کیا تھا۔ حصہ دوم میں مزید کچھ سوالات کے جوابات اور حالات بیان کئے جائیں گے۔)

جنگ کے بعد ملازمت میں حلمی صاحب کی مرافقت

اسرائیل کی مصر پر جارحیت کے بعد ہماری غیر ملکی کمپنی تو موجود رہی لیکن عملاً کام بالکل ختم ہوگیا۔ مصر میں جمال عبد الناصر کی قیادت میں اشتراکی نظامِ حکومت کے قانون کے تحت یہ کمپنی ہمیں ملازمت سے فارغ نہیں کرسکتی تھی۔ یوں ہمیں بغیر کسی کام کے گھر بیٹھے تنخواہ مل رہی تھی۔ اس صورت حال میں مَیں نے اپنے افسران بالا سے کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت لے کر ایک بڑے انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لے لیا۔ اس کے مختلف کورسز میں مجھے بڑی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد حلمی الشافعی صاحب نے بھی اسی انسٹیٹیوٹ میں تعلیم کی اجازت لے لی یوں ہم دوبارہ اس انسٹیٹیوٹ میں اکٹھے ہوگئے۔ جملہ کورسز ختم ہونے کے بعد توقع یہی تھی کہ مَیں واپس اپنی کمپنی میں آجاؤں اور بغیر کسی کام کے گھر بیٹھے تنخواہ حاصل کرتا رہوں، جو کہ مجھے ناپسند تھا۔ نیز یہ بھی حقیقت تھی کہ اگر زیادہ دیر تک مَیں ان کورسز کے مکمل کرنے کے بعد عملی پریکٹس سے دور رہا تو سب کچھ بھول جائے گا۔ ایک دفعہ مَیں نے ایک کلاس کو پڑھایا تو طلبہ نے بہت پسند کیا اور دیر تک تالیاں بجاتے رہے لہذا انسٹیٹیوٹ کی انتظامیہ نے مجھے ملازمت کی پیشکش کی۔ مَیں نے بغیر کسی معاوضہ کے ابتدائی کلاسز کو پڑھانے کی تجویز دی۔ جس کو بہت سراہا گیا۔ مَیں نے اپنی کمپنی کی انتظامیہ سے بھی یہی عرض کیا کہ میرے لئے عملی پریکٹس کا نادر موقعہ ہے جسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا انہوں نے بھی بخوشی اجازت دے دی بلکہ میرے مینیجر نے کہا کہ یہ تو بہت اچھا ہے اور اس کے بعد ہم اپنی کمپنی میں تمہاری تبدیلی کمپیوٹر سیکشن میں کر دیں گے تاکہ کمپنی کو زیادہ فائدہ ہو۔ یوں کچھ عرصہ تک مَیں اس انسٹیٹیوٹ میں پڑھاتا رہا۔ اس سے قبل یہ مضامین اس انسٹیٹیوٹ میں غیر ملکی ماہرین آکر پڑھاتے تھے اور انسٹیٹیوٹ کو کافی کچھ خرچ کرنا پڑتا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ وہ غیر ملکی زبانوں میں پڑھاتے تھے۔ مَیں یہ سب کچھ عربی میں پڑھانے لگا تو طلبہ کا پسندیدہ استاد بن گیا۔ اس کے ردّعمل کے طور پر بعض افراد کی طرف سے میری سخت مخالفت ہونے لگی۔ اور بالآخر مجھے تدریس سے معذرت کرنی پڑی۔

کینیڈا کی طرف ہجرت

اسی دوران میرا تعارف ایک ایسے شخص سے ہوا جو کینیڈا میں مقیم تھا۔ اس نے مجھے کینیڈا کی طرف ہجرت کا مشورہ دیا۔ مَیں نے کہا کہ مَیں جرمنی جانا چاہتا ہوں اور کچھ زبان بھی سیکھی ہوئی ہے لیکن اس نے مجھے کینیڈا جانے پر آمادہ کرنا شروع کیا اور اس قدر اصرار کیا کہ مَیں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے کینیڈا جانے کا وعدہ کرلیا۔ پھر اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے مَیں نے درخواست دی اور تین ہفتوں میں منظوری کا جواب بھی آ گیا یوں مَیں کینیڈا روانہ ہوگیا۔

حلمی صاحب کے سفر بسلسلہ ملازمت

میرے کینیڈا جانے کے بعد حلمی صاحب نے بھی ملازمت کے سلسلہ میں سوڈان اور الجزائر اور متحدہ عرب امارات کے سفر اختیار کئے۔ سوڈان میں قیام کے دوران ایک واقعہ کا ذکر انہوں نے خاص طور پر مجھ سے کیا کہ وہاں لوگ جنّوں کے بارہ میں توہمات کا شکار ہیں اور عجیب وغریب خرافانہ خیالات اور اعتقادات ان میں راسخ ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے بعض مولویوں کو کہا کہ اگر واقعی تمہارے خیالات درست ہیں تو مجھ پر ان جنّوں کو مسلط کر کے دکھا دو۔ چنانچہ انہوں نے کوشش کی اور جب ناکام ہوئے تو کہنے لگے کہ تمہارا جنّ باقی لوگوں کے جنّوں سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس لئے تم پر کوئی دوسرا جن اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

کینیڈا میں جماعت کے ساتھ تعلق

مَیں مصر سے ڈائریکٹ کینیڈا نہیں گیا تھا بلکہ پہلے ڈنمارک میں اپنی بڑی بہن کے پاس رکا تھا لیکن اصل مقصد کوپن ہیگن میں جماعت کی مسجد دیکھنا تھا۔ میری اس بہن نے ڈنمارک کے ایک انجینئر جان زکریا سے شادی کی تھی۔ یہ وہی انجینئر ہیں جنہوں نے کوپن ہیگن میں جماعت کی مسجد بنائی تھی۔ یہ دونوں غیر احمدی تھے۔

اس کے بعد مَیں ورجینیا میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لئے ٹھہرا اور اس ملاقات سے بھی اصل غرض واشنگٹن میں موجود جماعت کی مسجد دیکھنا تھا۔ واشنگٹن میں مبلغ سلسلہ سے بات ہوئی تو انہوں نے ازراہ کرم میرے کینیڈا میں پہنچنے کی بابت جماعت احمدیہ کینیڈا کے بعض افراد کو خبر کردی۔ چنانچہ جب مَیں کینیڈا میں ایئرپورٹ پر اترا تو تین احباب جماعت موجود تھے۔ یوں جماعت احمدیہ کینیڈا کے ساتھ میرا تعلق پہلے دن سے ہی قائم ہوگیا۔ ان تین میں سے ایک تو فوت ہوگئے ہیں دوسرے مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ہیں اور تیسرے گیانا کے پہلے احمدی مکرم یوسف صاحب ہیں جو مکرم بشیر آرچرڈ صاحب کے ذریعہ احمدی ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ ابھی تک حیات ہیں۔

کینیڈا میں قیام اور تبلیغ کے رستہ میں رکاوٹ

کینیڈا میں قیام کے ساتھ ہی پہلی مشکل جو مجھے درپیش ہوئی وہ یہ کہ مَیں نے جو انگریزی سیکھی تھی وہ یہاں کی بول چال سے بہت مختلف تھی اور لہجہ کی بھی ایک اضافی پرابلم تھی۔ کینیڈا میں آتے ہی میرا تعارف بعض عیسائی دوستوں سے ہوگیا جن کے ساتھ میں بائبل کی رو سے بعض امور کے بارہ میں بحث کرنا چاہتا تھا لیکن مَیں نے عربی بائبل کے حوالے یاد کئے ہوئے تھے انگلش بائبل کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔ یہ عیسائی، عیسائیت کے اس فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جو تثلیث کا قائل نہ ہے بلکہ توحید کا ماننے والا ہے۔ اسی طرح دیگر عقائد میں بھی کسی قدر معتدل تھے۔ مَیں نے ان کے ساتھ بائبل کلاسز میں جانا شروع کر دیا۔ یوں مجھے عیسائیوں کے طرز تفکیر اور دلائل دینے کے طریق اور بحث کے اصولوں پر اطلاع ہوئی اور بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ساتھ میری انگریزی زبان بھی اچھی ہوتی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات

1967ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ غالباً امریکی ریاست میری لینڈ میں تھے جہاں میری آپ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ آپ مسجد میں جائے نماز پر نمازیوں کی طرف منہ کر کے تشریف فرما تھے۔ اس دوران میں آکر آپ کے سامنے صف پر بیٹھ گیا اور آپ کے چہرہ مبارک کے حسین وجمیل خدوخال میں کھو کر رہ گیا۔ مجھے اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے پا کر حضور نے مجھ سے اُردو میں کچھ پوچھا جس کی مجھے سمجھ نہ آئی۔ حضور کو احساس ہوگیا کہ مَیں پاکستانی نہیں ہوں اس لئے انگریزی میں پوچھا کہ تم کون ہو؟ مَیں نے جواب دیا کہ میرا نام مصطفیٰ ثابت ہے، مَیں مصری ہوں اور مصری احمدی مکرم احمد حلمی صاحب کا داماد ہوں۔ یہ بات سن کر آپ کے چہرہ مبارک پر بشاشت اور اطمینان کے آثار نمایاں ہوگئے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہ احمد حلمی صاحب کا کیا حال ہے؟ مَیں نے بتایا کہ وہ تو وفات پاگئے ہیں۔ چنانچہ آپ ان کے اہل خانہ کے بارہ میں دریافت کرتے رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کب سے یہاں ہو؟ وغیرہ۔ یہ میری حضور سے پہلی ملاقات تھی۔

کسر صلیب کانفرنس میں شرکت اور عظیم شخصیات سے ملاقات

1978ء میں لندن میں کسر صلیب کانفرنس ہوئی جس میں مجھے بھی شمولیت کا موقعہ ملا۔ اس کانفرنس میں حضرت خلیفہ ثالث رحمہ اللہ سے کبابیر کے عرب احباب کے ساتھ اجتماعی ملاقات ہوئی جس میں دور سے صرف زیارت ہی ہوئی اور کوئی بات نہ ہوسکی۔

اس کانفرنس میں جب ہم بڑے ہال میں تھے تو مجھے محسوس ہوا کہ جیسے مَیں کسی عظیم شخصیت کے قرب میں ہوں۔ جب مَیں نے سر اٹھا کے دیکھا تو آپ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب تھے۔ مَیں آپ کے پاس گیا اور سلام عرض کیا۔

اسی کسر صلیب کانفرنس میں پہلی دفعہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دراصل آپ کی شخصیت اور اخلاق اور سیرت کا صدر جماعت مصر محمد بسیونی صاحب اکثر ذکر کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے دل میں آپ سے ملاقات کا ایک شوق اور خواہش تھی۔ چنانچہ آپ سے مسجد فضل کے جوار میں واقع رہائشی عمارت کی تیسری منزل پر ایک کمرے میں ملاقات ہوئی (دوسری منزل پر مبلغ سلسلہ کی رہائش ہوتی تھی) آپ کے کمرے میں ایک پلنگ اور ایک ٹیبل تھی جس پر آپ کی دوائیں پڑی ہوئی تھیں۔ ملاقات میں مَیں نے آپ کو کینیڈا تشریف لانے کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمالی اور بعد میں کینیڈا کے جلسہ سالانہ میں تشریف لائے، جس میں میری تقریر بھی ہوئی جس کا عنوان تھا ''امام مہدی کی آمد'' تھی جس میں یہ ذکر تھا کہ ایسی صفات اور ظہور کے بارہ میں ایسی علامات کا حامل شخص مبعوث ربانی اور نبی اللہ ہی ہوسکتا ہے۔ یہ تقریر حضرت چوہدری صاحب کو بہت پسند آئی۔

اس کے بعد چوہدری صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ اور یہ آپ کی شفقت اور تواضع کا اعلیٰ مقام تھا کہ آپ مجھے اپنا دوست قرار دیتے تھے اور ربوہ آنے کی صورت میں اپنے گھر میں قیام کی دعوت بھی دی۔

چالیس کی دہائی کے آخر اور پچاس کی دہائی کے شروع میں حضرت چوہدری صاحب کا ذکر اخبارات میں عام تھا اور آپ مصر میں بھی دو تین مرتبہ تشریف لائے لیکن اس عرصہ میں اخوان المسلمین کے ساتھ تعلق کی وجہ سے چوہدری صاحب کے بارہ میں مجھے کوئی علم نہ تھا۔

حضرت چوہدری صاحب کا عرفان خلافت

مجھے یہ تو یاد نہیں آرہا کہ کونسی جگہ تھی تاہم یہ بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے شرف مصافحہ کا موقعہ ملا۔ آپ کے ساتھ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی کھڑے تھے جنہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ رکھے تھے اور واضح طور پر یہ اشارہ دے رہے تھے کہ مَیں نے کسی سے ہاتھ نہیں ملانا۔ مَیں نے بعد میں حضرت چوہدری صاحب سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وہ ہاتھ جن سے مصافحہ ایک شرف اور باعث برکت ہے وہ خلیفہ وقت کے ہاتھ ہیں۔ لیکن حضور سے مصافحہ کرنے والے میری طرف بھی ہاتھ بڑھا دیتے ہیں جبکہ یہ درست نہیں ہے اس لئے مَیں نے

اپنے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے ہیں تا میرے ساتھ یہاں کوئی ہاتھ نہ ملائے۔

پہلی زیارتِ ربوہ وقادیان

1979ء میں مَیں نے ربوہ اور قادیان کی زیارت کا فیصلہ کیا۔اس وقت امریکا کی جماعت کی طرف سے وفود جایا کرتے تھے ان کا انتظام کچھ یوں ہوتا کہ احمدی احباب پہلے قادیان جاتے تھے اور وہاں پر جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد ربوہ آجاتے تھے اور ربوہ کے جلسہ میں شمولیت کے بعد ان کی واپسی ہوا کرتی تھی۔مَیں نے بھی اس وفد کے ساتھ پہلی دفعہ ربوہ اور قادیان کی زیارت کی۔

اس کے بعد 1980ء میں مَیں نے مکرم حلمی صاحب کو بھی اس سفر کے بارہ میں قائل کیا اور سویڈن سے مکرم مصطفیٰ کامل جامع صاحب (یہ بھی مصری الأصل احمدی ہیں اور عرصہ دراز سے سویڈن میں مقیم ہیں) اسی طرح کبابیر سے مکرم عبداللہ اسعد صاحب بھی آگئے یوں ہم چاروں قادیان میں اکٹھے ہو گئے۔ علاوہ ازیں ڈنمارک کے مکرم عبد السلام میڈیسن صاحب بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے اور ہم پانچوں مل کر کشمیر میں قبر مسیح علیہ السلام کی زیارت کے لئے گئے۔

اسی سفر میں ربوہ میں قیام کے دوران ایک دفعہ پھر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔مکرم حلمی صاحب کو حضور کی شخصیت از حد پسند آئی اور وہ اپنی طبیعت پر ایک عجیب روحانی اثر لے کر واپس آئے۔

ایک خواہش اور اس کی تکمیل

مَیں نے عرض کیا تھا کہ جب مَیں اخوان المسلمین میں تھا تو احادیث کے مطالعہ کے دوران میری یہ شدید خواہش اور خدا تعالیٰ سے دعا تھی کہ مجھے اتنی زندگی دے دے کہ میں امام مہدی کا ظہور دیکھ لوں اور اس کے ساتھ دجال کے ساتھ جنگ میں شامل ہوں۔

اس وقت تو اس جنگ کا مطلب کچھ اور ہی تھا لیکن احمدی ہونے کے بعد جب خدا نے میری یہ خواہش اور دعا قبول فرمالی اور مجھے مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی نصیب فرمائی تو میرے دل میں خدا کے ساتھ کئے ہوئے اس وعدہ کا بار بار خیال آتا تھا۔ اسی طرح مجھے یہ بھی علم ہوا کہ جماعت میں مبلغین کرام زندگیاں وقف کر کے دین کی خدمت پر کمر بستہ ہیں۔ چنانچہ جب 1982ء میں خلیفہ ثالث رحمہ اللہ کی وفات کے بعد خلیفہ رابع مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو مَیں نے دل میں عہد کیا کہ مَیں حضور کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات میں زندگی وقف کرنے کی درخواست پیش کر دوں گا۔

چنانچہ جب مجھے علم ہوا کہ آپ اسی سال مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو مَیں نے بھی اس تقریب میں شرکت کا فیصلہ کیا اور اس موقعہ پر حضور انور سے ملاقات میں زندگی وقف کرنے کے بارہ میں اپنی خواہش کا بھی اظہار کر دیا۔حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ کا وقف قبول کرتا ہوں، لیکن ابھی آپ اپنا کام نہ چھوڑیں، جب ہمیں ضرورت ہوگی آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

اطاعت خلافت کی برکات

1982ء میں ہی مجھے جلسہ سالانہ ربوہ میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔ اس موقعہ پر غانا کے امیر جماعت مکرم عبد الوہاب بن آدم صاحب کی تجویز کے مطابق حضور انور نے مجھے غانا میں تبلیغی دورہ پر جانے کا ارشاد فرمایا۔اور جب مَیں اس سفر کے لئے نکلنے والا تھا تو حضور کی طرف سے ارشاد ملا کہ نائیجیریا بھی چلے جانا۔مَیں نے مصر سے بکنگ کرائی تھی اور قاہرہ تا اکرا کا ریٹرن ٹکٹ خریدا تھا۔میرے ذہن میں تھا کہ ''اکرا'' سے لیگوس کا ریٹرن ٹکٹ خرید لیتا ہوں یوں حسب ارشاد نائیجیریا چلا جاؤں گا۔لیکن پتہ کرنے پر احساس ہوا کہ یہ صرف مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔کیونکہ وہاں سے نائیجیریا کی کوئی فلائیٹ نہیں ہے۔مصر سے بھی صرف سوئس ایئر کی ایک فلائیٹ لیگوس جاتی تھی جس کی ٹکٹ بہت مہنگی تھی۔چنانچہ مَیں نے سوچا کہ اگر میرا واپسی کا ٹکٹ لیگوس نائیجیریا سے قاہرہ بن جائے تو کسی طرح غانا سے نائیجیریا جا کر وہاں سے واپس غانا آنے کی بجائے سیدھا مصر آجاؤں گا۔چنانچہ جب مصری ائیر لائن کے دفتر گیا اور اپنی ٹکٹ تبدیل کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ تمہارا ٹکٹ ''اکرا'' کا ہے لہذا وہاں سے ہی واپس آنا ہوگا۔مَیں نے کہا: اے خدایا مَیں یہاں پر تیرے خلیفہ کے ارشاد کو پورا کرنے کے لئے آیا ہوں تو ہی میری مدد فرما۔ابھی مَیں اس دعا کی کیفیت میں ہی تھا کہ مجھے انکار کرنے والے شخص نے اپنی دراز کھولی اور ٹکٹوں والا رجسٹر نکال کر کہنے لگا کہ لاؤ مجھے اپنی ٹکٹ دو۔میرے ٹکٹ دینے پر اس نے مجھے وہ ٹکٹ رکھ کر میرا مطلوبہ ٹکٹ بنا دیا۔خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کی برکت تھی کہ مَیں نے اس شخص سے دوسری دفعہ درخواست بھی نہیں کی بلکہ ایک لفظ بھی نہیں بولا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی اور اس نے خود ہی مجھ سے پرانی ٹکٹ لے کر نئی بنا دی۔

اس حوالے سے مَیں قارئین کرام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے خلیفہ کی طرف سے مفوضہ کاموں میں اخلاص کے ساتھ کوشش کرنے پر اللہ تعالیٰ ان کاموں میں یسر، آسانی اور برکت رکھ دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں مَیں ایک اور مثال پیش کرتا ہوں کہ جب عیسائی پادری زکریا بطرس اسلام اور نبیٔ اسلام پر اعتراض اور حملے کر رہا تھا اور چیلنج کر رہا تھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی ہے جو ان اعتراضات کا جواب دے سکے، تو ہمارے مصری احمدی مکرم عمرو عبد الغفار صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا کہ مصطفیٰ ثابت کو ارشاد فرمائیں کہ وہ ان پادریوں کے اعتراضات کا جواب دیں۔ چنانچہ حضور انور کی طرف سے مجھے ارشاد آ گیا اور میں اس کے تحت کبابیر چلا گیا جہاں پروگرام أَجْوِبَة عَنِ الْإِيْمَان کی قسطیں لکھنا شروع کیں۔خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کے نتیجہ میں اس کام میں ایسی برکت پڑی کہ میں ایک قسط ایک دن میں لکھ لیتا تھا۔کئی دفعہ میں عنوان مقرر کر کے لکھنا شروع کرتا تو مضمون کسی اور طرف ہی چلا جاتا اور اتنا مضبوط اور مدلّل ہوتا کہ مجھے مضمون کا عنوان تبدیل کرنا پڑتا تھا۔ پھر اس دوران مَیں جلسہ برطانیہ پر آ گیا اور باوجود روزانہ جلسہ میں شمولیت، اس کی کارروائی سننے، اور مختلف مہمانوں سے ملاقات کے ان چند دنوں میں بھی میں نے چھ قسطیں لکھ لیں۔مَیں خود حیران ہوں کہ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ محض خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کی برکت ہے۔ جب خلیفہ وقت کوئی ارشاد فرماتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کی تعمیل کرنے والوں کی کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈال دیتا ہے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞

لجنہ اماء اللہ بینن کے نیشنل سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ : یاسمین تبسم ناصر - بینن)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں احمدی خواتین کو لجنہ اماء اللہ کے مقاصد اور نصب العین سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی''۔

لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں خواتین کی تعلیم و تربیت کر رہی ہے۔

ملک بینن (Benin) جیسا کہ سبھی جانتے ہیں ایک نومبائع ملک ہے اور یہ سرزمین خلفاء احمدیت کی قدم بوسی کا شرف بھی پا چکی ہے۔اس برکت سے جہاں دوسری تنظیموں میں تیزی آئی ہے وہاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم بھی روز بروز بہتر ہو رہی ہے۔

امسال لجنہ اماء اللہ بینن کا نیشنل سالانہ اجتماع 30-31 مئی 2009ء کو بینن کے ہیڈکوارٹر پورتو نوو دو.جی میں منعقد ہوا۔

اجتماع کی تیاری کی سلسلہ میں ایک سلیبس تیار کیا گیا جس میں علمی مقابلہ جات کے لئے ادعیۃ القرآن، ادعیۃ الرسول، احادیث اور دینی معلومات پر مبنی کورس تمام ریجنز کو بھجوایا گیا تا کہ اچھی طرح تیاری کر کے آئیں۔اس طرح ہر ریجن میں لجنہ اور ناصرات نے خوب تیاری کی۔

اجتماع کے لئے جمعہ کے روز سے ہی خوب رونق ہوگئی۔ یہ وفود بسوں اور ویگنوں پر کلمہ طیبہ اور اسلام احمدیت کے بینرز لگائے ہوئے ایک دیدہ زیب منظر پیش کر رہے تھے۔جب کوئی قافلہ آتا تو تمام لجنات ان کے استقبال کے لئے کھڑی ہو جاتیں، گلے ملتیں اور پُر جوش نعرے لگاتیں۔

اجتماع کا آغاز 30/مئی کے دن چار بجے سہ پہر تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد لجنہ کا عہد دہرایا گیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد صدر صاحبہ لجنہ نے ''جماعت میں اجتماعات کی اہمیت'' کے موضوع پر تقریر کی اور افتتاحی دعا کروائی۔

آج کے پروگرام میں علمی مقابلہ جات تھے جن میں لجنہ نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ یہ مقابلہ جات رات دیر تک جاری رہے۔

دوسرا اور آخری روز

31/مئی کو اجتماع کا دوسرا اور آخری روز تھا۔اس کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کے بعد درس ہوا۔ بعدازاں تیز دوڑ، پیدل ریس اور تین ٹانگوں والی دوڑ جیسے ورزشی مقابلے ہوئے۔ یہ مقابلے بہت دلچسپی کا موجب رہے اور خصوصاً نومبائع لجنات کے لئے یہ چیزیں بالکل نئی تھیں۔

کھیلوں اور ناشتہ کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور عربی قصیدہ سے ہوا۔جس کے بعد ''ارکان ایمان'' اور ''جماعت میں تنظیم لجنہ کا کردار'' جیسے اہم موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

اس سیشن میں ایک دلچسپ امر یہ بھی ہوا کہ ایک چھوٹی سی سات سالہ بچی نے بھرپور پنڈال کے سامنے فقہی مسائل کے عین مطابق وضوء کا طریق اور پوری نماز بڑی سنوار کر ادا کی اور مسنون دعائیں بھی سنائیں۔اس "Little Spero" بچی کا یہ منظر پیش کرنا سارے پنڈال میں ایمان، جوش و جذبے کی روح پھونک گیا۔بس کیا تھا نعرہ ہائے تکبیر، اسلام و احمدیت کی پُر جوش آوازیں ہر ایک کو ایمانی تقویت بخش رہی تھیں۔

یہ ایسا پُر کیف منظر تھا کہ ہماری مہمان خصوصی جو کہ بینن کے صدر مملکت کی مشیر خاص محترمہ مادام کرس لوانی صاحبہ جو اپنے وفد سمیت اجتماع میں آئی تھیں نے وقت لے کر ایک تقریر کی اور کہا کہ:

''مَیں کافی دیر سے آئی ہوئی ہوں اور آپ کے پروگرام دیکھ رہی ہوں۔ میرے لئے دلچسپی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی حیران کن تھی کہ عورتوں کی اس سینکڑوں کی تعداد میں، اتنے بڑے اجتماع میں سب کچھ بڑے آرام اور نظم و ضبط سے ہو رہا ہے۔آپ واقعی بہت منظّم لوگ ہیں۔ آپ کے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے پروگرام واقعی قابل تحسین ہیں۔......آپ سب دعا کریں کہ مَیں بھی آپ کے ساتھ آملوں اور آپ کی تنظیم لجنہ کا حصہ بن جاؤں۔''

اس موقع پر انہوں نے نہ صرف بچی کو انعام دیا بلکہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بھی اپنی طرف سے ایک لاکھ فرانک سیفا بطور تحفہ پیش کیا۔

بعدازاں تقسیم انعامات ہوئی جس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی ناصرات و لجنات کو مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اور صدر مملکت کی مشیر خاص نے انعامات تقسیم کئے۔جس کے بعد صدر لجنہ نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔

امسال اس اجتماع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 61 جماعتوں کی 653 لجنات و ناصرات نے شرکت کی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تنظیم لجنہ اماء اللہ کے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

خطبہ جمعہ

مہمان کی فوری خاطر مدارات کرنا اور اپنے وسائل کے لحاظ سے بہترین خاطر تواضع کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے۔

مہمان نوازی اور خدمت بغیر کسی تکلّف، کسی بدل اور کسی تعریف کے ہو اور خالصۃً اس لئے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلیٰ اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہمارا مقصود اور مطلوب ہونا چاہئے۔

(مہمان نوازی سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے واقعات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آپ کی حیات طیبہ کے واقعات کے حوالہ سے احباب کو اہم نصائح)

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ (سابق مبلغ انڈونیشیا) اور مکرمہ صاحبزادی امۃ المومن صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 17/جولائی 2009ء بمطابق 17/وفا 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

مہمان نوازی ایک ایسا خلق ہے جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں دو جگہ آپؑ کی مہمان نوازی کا ذکر ہوا ہے اور اس ذکر میں پہلی بات تو یہ کہی گئی کہ جب آنے والے مہمان نے سلام کیا تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سلام کا جواب دیا۔ گو اس کے سادہ معنی یہی ہیں کہ آنے والے نے بھی سلامتی بھیجی اور جواب میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سلامتی بھیجی۔ لیکن مفردات میں جو لغت کی کتاب ہے اس میں ایک فرق ظاہر کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ آنے والے نے سَلَامًا کہا لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں سَلَامٌ کہا اور اس میں رفع یا پیش کا جو استعمال کیا گیا ہے یہ زیادہ بلیغ ہے۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس ادب کو ملحوظ رکھا جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کہ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا (النسآء: 87) اور جب تمہیں کوئی دعا دے تو اُسے بہتر دعا سے جواب دو۔ اور اس سَلَامٌ کہنے سے یہ دعا بنتی ہے کہ تم پر ہمیشہ سلامتی رہے۔

پس یہ نبی کے اخلاق اور دعا کا اعلیٰ معیار ہے جس کا آنے والے مہمان جو گو اجنبی تھے ان کو نہیں جانتے تھے ان پر فوری طور پر اس کا اظہار ہوا۔ اور یہ مثال دے کر ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم لوگ جو آنحضرت ﷺ کی اُمّت میں سے ہو تمہارے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے اور دعا دینے کے معیار ہمیشہ اس حکم کے تحت ہونے چاہئیں کہ ہمیشہ دوسرے سے بڑھ کر دعا دو۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا تمہاری دعا اس سے بہتر دعا ہو جو تمہیں دی گئی ہے تا کہ مہمان کو یہ احساس ہو کہ میرے آنے سے میزبان کو خوشی ہوئی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کس طرح انہوں نے فوری طور پر مہمانوں کی مہمان نوازی کی تیاری شروع کر دی۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے کہ فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ (الذٰریٰت: 27) وہ جلدی سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لے آیا، یعنی پکا کر۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (ھود: 70) کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا۔

پس مہمان کی فوری خاطر مدارات کرنا اور اپنے وسائل کے لحاظ سے بہترین خاطر تواضع کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے تبھی تو تعریفی رنگ میں یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مضمون جو ان آیات میں اس سے پہلے اور بعد میں بیان ہو رہا ہے اس کا براہ راست اس مہمان نوازی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لوطؑ کی طرف جانے والے لوگ تھے جو اس قوم کے غلط کاموں کی وجہ سے انہیں عذاب کے آنے کے وقت کی خبر دینے کے لئے جا رہے تھے اور راستے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس رکے۔ ان کو بھی لوط کی قوم پر آنے والے عذاب کی اطلاع دی اور ساتھ ہی ایک اولاد کی خوشخبری بھی سنائی۔ پس یہاں اس مہمان نوازی کا ذکر کر کے ایک اعلیٰ وصف کو بیان کیا گیا ہے کہ باوجود اس کے کہ ان لوگوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام واقف نہیں تھے، جان پہچان والے نہیں تھے لیکن کیونکہ ظاہر بات ہے کہ اس وقت اس جنگل میں سفر کرنے والے تھے، مسافر تھے، اور ان کو یہ احساس ہوا کہ بشری تقاضے کے تحت بھوک بھی محسوس کر رہے ہوں گے اس لئے آپ نے فوراً اس خیال سے کہ ان کو بھوک لگی ہوگی بغیر کسی سوال کے کہ کھائیں گے یا نہیں کھائیں گے، ضرورت ہے یا نہیں ہے ان کے لئے مہمان نوازی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ پس یہ وصف ایسا ہے جو خدا کو پسند ہے اور اسلام کا بھی یہ خاصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ تو نبوت سے پہلے ہی اس خوبی سے اتنے زیادہ متصف تھے کہ یہ آپ کا امتیازی نشان تھا۔ عربوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں اور یہ سچ بات بھی ہے اور اُس زمانہ میں اور اب بھی عرب مہمان نواز ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا تو یوں لگتا ہے کہ یہ مہمان نوازی کرنا ایک خاص شان رکھتا تھا۔

تبھی تو جب آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی ہے تو آپؐ بڑی گھبراہٹ میں اپنے گھر تشریف لائے۔ اور جب حضرت خدیجہؓ کے سامنے اس وحی کے نازل ہونے کا ذکر کیا تو اس وقت بھی آپ پر بڑی گھبراہٹ طاری تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو جو تسلی کے الفاظ کہے وہ یہ تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ رشتہ داری کے تعلقات کا پاس رکھتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں اور وہ اخلاق حمیدہ جو دنیا سے ختم ہو چکے ہیں ان کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مصیبت زدوں کی مدد اور حمایت کرتے ہیں۔ تو ان اوصاف کے مالک کو خدا کس طرح ضائع کر سکتا ہے۔ (صحیح بخاری باب بدء الوحی) اب ان تمام اعلیٰ اوصاف کے ساتھ مہمان نوازی کا ذکر کرنا یقیناً اس بات کی تصدیق ہے کہ آپ کا مہمان نوازی کا معیار اس قدر بلند تھا کہ جو دوسروں کے مقابلے میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا اور نبوت کے دعوے کے بعد تو یہ مہمان نوازی ایک ایسی اعلیٰ شان رکھتی تھی کہ جس کی مثال ہی کوئی نہیں ہے۔

اس بارہ میں آپؐ کے اُسوہ حسنہ کو دیکھیں تو صرف وہاں یہ نہیں ہے کہ سلامتی بھیجنے کی باتیں ہو رہی ہیں بلکہ کھانے پینے کی مہمان نوازی کے علاوہ بھی یا استقبال کرنے کے علاوہ بھی ایسے ایسے واقعات ملتے ہیں جن کے معیار اعلیٰ ترین بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔

مَیں آپؐ کے اس اسوہ حسنہ کی چند مثالیں پیش کروں گا۔ آپؐ نے مہمان کو کھانے کا انتظام کے

احسن رنگ میں کرنے سے ہی صرف عزت نہیں بخشی بلکہ مہمان کے جذبات کا خیال بھی رکھا۔اس کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خیال بھی رکھا اور اس کے لئے قربانی کرتے ہوئے بہتر سہولیات اور کھانے کا انتظام بھی کیا۔اس کے لئے خاص طور پر اپنے ہاتھ سے خدمت بھی کی اور اس کی تلقین بھی اپنے ماننے والوں کو کی کہ یہ اعلیٰ معیار ہیں جو مَیں نے قائم کئے ہیں۔ یہ میرا اسوہ اس تعلیم کے مطابق ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر اتاری ہے۔تم اگر مجھ سے تعلق رکھتے ہو تو تمہارا یہ عمل ہونا چاہئے۔تمہیں اگر مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے تو اس تعلق کی وجہ سے، اس محبت کی وجہ سے، میری پیروی کرو۔اور یہ مہمان نوازی اور خدمت بغیر کسی تکلف، کسی بدل اور کسی تعریف کے ہو اور خالصتاً اس لئے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلیٰ اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہمارا مقصود اور مطلوب ہونا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ پہلے دن تم مہمان کی خوب خاطر کرو، اچھی طرح مہمان نوازی کرو اور تین دن تک عام مہمان نوازی بھی ہونی چاہئے کیونکہ یہ مہمان کا حق ہے اور فرمایا کہ اگر تمہیں اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے تو پھر مہمان کی عزت و تکریم کرو۔

پس مہمان نوازی بھی ایک اعلیٰ خلق ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی دیتا ہے ویسے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی جو تم کرتے ہو اس کا اجر پاؤ گے۔لیکن یہ نیکی ایسی ہے کہ جب خوش دلی سے کی جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو کھینچنے والی بنتی ہے اور ایمان میں مضبوطی کا باعث بنتی ہے۔آنحضرت ﷺ کی مہمان نوازی ایک تو مہمان نوازی کے جذبہ سے ہوتی تھی لیکن ایک یہ بھی مقصد ہوتا تھا کہ اگر کوئی کافر مہمان یا دوسرے کسی مذہب کا مہمان ہے تو وہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور مہمان نوازی دیکھ کر یہ سوچے کہ جس تعلیم کے یہ علمبردار ہیں، جس تعلیم کے یہ پھیلانے والے ہیں یہ اسی تعلیم کا اثر ہوگا کہ اتنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔اور یوں اس مہمان کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔اور آپؐ یہ مہمان نوازی کرتے بھی اس لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف توجہ پیدا ہو تا کہ اس کی دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت سنور جائے۔پس آپؐ کی مہمان نوازی صرف ظاہری خوراک کے لئے نہیں ہوتی تھی جس سے مہمان کی ظاہری بھوک مٹے بلکہ روحانی خوراک مہیا کرنے کے لئے بھی ہوتی تھی تا کہ اس کی آخرت کی زندگی کے بھی سامان ہوں اور یہی تعلیم آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو دی کہ تمہارے ہر کام کے پیچھے خدا تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے، جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو کافر تھا حضرت رسول کریم ﷺ کے ہاں مہمان بنا۔آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہ کر لانے کے لئے فرمایا جسے وہ کافر پی گیا۔پھر دوسری اور تیسری یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔(اور آپؐ کے اس اسوہ کو دیکھ کر، اس حسن سلوک کو دیکھ کر کہ بغیر کسی چوں چراں کے، بغیر کسی احسان جتانے کے، بغیر کسی قسم کے اشارہ کے آپؐ نے جتنی مجھے بھوک تھی، جتنا مَیں پینا چاہتا تھا یا آزمانا چاہتا تھا بہرحال مجھے اتنا دودھ اور خوراک مہیا کی۔اس کو دیکھ کر) اگلی صبح اس نے اسلام قبول کر لیا۔تو آنحضرت ﷺ نے اگلے دن پھر اس کے لئے بکری کے دودھ کا انتظام کیا تو ایک بکری کا دودھ وہ پی گیا اور دوسری بکری کا دودھ لانے کے لئے فرمایا تو پورا ختم نہیں کر سکا۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں بھرتا ہے۔(مسند احمد بن حنبل مسند باقی المکثرین من الصحابۃ) اور اسلام قبول کرنے سے پہلے اسے آپؐ نے کچھ نہیں کہا اور اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسے یہ نہیں کہا کہ یہی حکم ہے کہ تم بھوک چھوڑ کر کھاؤ۔ جہاں تک مہمان ہونے کے ناطے اس کا حق تھا اسے پوری خوراک جو گزشتہ رات دیکھ کر دی تھی اس کا انتظام کیا، اسے پیش کی لیکن اس نے خود ہی انکار کر دیا۔تب آپؐ نے یہ بات فرمائی کہ مومن ایک آنت سے پیتا ہے اور کافر سات آنتوں سے۔اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے مقام کا احساس بھی اسے دلا دیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جب حبشہ کے مہاجرین واپس آئے تو ان کے ساتھ نجاشی شاہ حبشہ کا بھیجا ہوا ایک وفد بھی تھا تو آنحضرت ﷺ خود ان کی مہمان نوازی فرماتے رہے۔ جب صحابہؓ نے عرض کی کہ حضور! ﷺ جب ہم خدمت کرنے کے لئے موجود ہیں تو آپؐ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔تو ہمارے آقا ﷺ نے کیا خوبصورت جواب دیا جو علاوہ مہمان نوازی کے اعلیٰ اصول کے اپنے مظلوم صحابہ کی عزت افزائی کا اظہار بھی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم احسان کا بدلہ احسان ہی ہے، اس پر عمل کی بھی ایک شاندار مثال ہے اور شکر گزاری کے جذبے کا بھی ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔آپؐ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمارے صحابہ کو عزت دی تھی اس لئے مَیں پسند کرتا ہوں کہ ان کی مہمان نوازی اور خدمت مَیں خود اپنے ہاتھوں سے کروں تا کہ ان کے احسانوں کا کچھ بدلہ ہو۔حبشہ کے قافلہ کے لوگ بھی آپؐ کے اس طرح مستعدی سے مہمان نوازی کرنے کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوں گے کہ یہ کیسا بادشاہ ہے جو اپنے ہاتھ سے ایک عام آدمی کی مہمان نوازی کر رہا ہے اور یہ مہمان نوازی کر کے انسانی شرف کے بھی عجیب وغریب معیار قائم کر رہا ہے جو نہ پہلے کبھی دیکھنے کو ملے نہ سننے کو۔

پھر ایک یہودی جب رات اپنے پیٹ کی خرابی کی وجہ سے بستر گندا کر کے صبح صبح شرم کے مارے اٹھ کر چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے بغیر کسی کو مدد کے لئے بلانے کے خود ہی اس کا بستر دھونا شروع کر دیا اور جب کسی وجہ سے راستے میں اس کو یاد آیا کہ مَیں اپنی فلاں چیز بھول آیا ہوں وہ واپس آیا تو آپؐ کو بستر دھوتے دیکھ کر بڑا شرمسار ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائی کا ایک واقعہ بیان کیا ہے یا یہ وہی واقعہ ہے یا دوسرا کوئی واقعہ ہے لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آپؐ کے اس عمل کو دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔تو یہ بے نفسی کی انتہا ہے۔

بخاری کی ایک روایت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کی قوت قدسی سے جو عظیم انقلاب آپؐ کے صحابہ میں پیدا ہوا وہ بھی سنہری حروف سے لکھا جانے والا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا۔آپؐ نے اپنے گھر میں کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں ہے۔اس پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ایک انصاری نے عرض کیا حضور مَیں انتظام کرتا ہوں۔چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔بیوی نے جواب دیا آج گھر میں صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔انصاری نے کہا اچھا کھانا تیار کرو۔پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا پھسلا کر تھپتھپا کر سلا دو۔چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا اور بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا۔پھر جب مہمان کھانے کے لئے آیا تو چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا۔پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھ کر بظاہر کھانے کی آوازیں نکالتے رہے اور مہمان بھی یہ سمجھتا رہا کہ میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو گئے۔صبح جب انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا ہے۔اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ۔ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر:10) یعنی یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص لوگ جو ہیں اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند اور بھوکے ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب با ب یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ)

پھر آنحضرت ﷺ کے پاس ایک گروپ ایسے مہمانوں کا تھا جو مستقل آپ کے در پر پڑے رہتے تھے۔صرف اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کی کوئی بات سننے سے رہ نہ جائے اور یہ ان کا اُمّت پر بھی احسان ہے، ہم پر بھی احسان ہے کہ اس حالت میں رہ کر ہم تک روایات اور احادیث پہنچائی ہیں۔ مالک بن ابی عامر سے ایک لمبی روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص طلحہ بن عبیداللہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے ابومحمد تم اس یمانی شخص یعنی ابوہریرہ کو نہیں دیکھتے کہ یہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو جاننے والا ہے۔ہمیں اس سے ایسی ایسی احادیث سننے کو ملتی ہیں جو ہم تم سے نہیں سنتے۔اس پر انہوں نے کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسکین تھے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان بن کر پڑے رہتے تھے۔ان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ ہوتا تھا۔ہم لوگ کئی کئی گھروں والے اور امیر لوگ تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس دن میں کبھی صبح کبھی شام آیا کرتے تھے۔(ترمذی کتاب المناقب۔ باب ما جاء فی صفۃ اوانی الحوض) تو یہ تھا ان لوگوں کا طریقہ جنہوں نے ہم تک روایات پہنچائیں۔

اب کوئی اس سے یہ خیال نہ کرے کہ یہ لوگ آپؐ کے اقوال سننے کے بہانے پڑے رہتے تھے

ویسے نکمے تھے، فارغ روٹیاں توڑتے رہتے تھے۔ ایسا نہیں بلکہ ان لوگوں پر بھی ایسے دن آئے جب ان کو فاقے برداشت کرنے پڑے اور ان پر فاقے اس لئے نہیں آتے تھے کہ آنحضرت ﷺ پوچھتے نہیں تھے۔ یا ان سے تنگ آجاتے تھے جیسا کہ پہلے ابھی روایت میں بیان ہوا ہے، جب آپؐ نے گھر پیغام بھیجا کھانے کا تو پیغام آیا کہ ہمارے پاس تو سوائے پانی کے کچھ نہیں ہے تو آنحضرت ﷺ کے گھر میں بھی کئی کئی دن چولہا نہیں جلتا تھا۔

اسی تعلق میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک دلچسپ روایت ہے۔ ایک دفعہ جب ایسی نوبت آئی۔ کہتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ابتدائی ایام میں بھوک کی وجہ سے مَیں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا یا زمین سے لگاتا تا کہ کچھ سہارا ملے۔ ایک دن میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے۔ میرے پاس سے حضرت ابوبکرؓ گزرے، مَیں نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ میری غرض یہ تھی کہ مجھے کھانا کھلائیں گے لیکن وہ آیت کا مطلب بیان کرکے گزر گئے۔ پھر حضرت عمرؓ کا گزر ہوا مَیں نے ان سے بھی اس آیت کا مطلب پوچھا۔ ان سے بھی غرض یہی تھی کہ کھانا کھلائیں گے۔ وہ بھی آیت کا مطلب بتا کے گزر گئے۔ پھر میرے پاس آنحضرت ﷺ گزرے تو آپؐ نے میری حالت دیکھ کر اور میرے دل کی کیفیت دیکھ کر بڑے مشفقانہ انداز میں فرمایا ابوہریرہ! مَیں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ آپؐ کے پیچھے پیچھے ہولیا جب آپؐ گھر پہنچے اور اندر جانے لگے تو مَیں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ مَیں آپؐ کی اجازت سے اندر آ گیا۔ آپؐ نے دودھ کا ایک پیالہ پایا۔ آپؐ نے گھر والوں سے پوچھا کہ وہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں شخص یا فلاں عورت یہ دودھ کا پیالہ دے گئی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابوہریرہ! مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سب صُفّہ میں رہنے والوں کو بلا لاؤ۔ یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے اور ان کا نہ کوئی گھر بار تھا نہ کاروبار۔ جب حضور ﷺ کے پاس صدقے کا مال آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود کچھ نہ کھاتے اور اگر کہیں سے تحفہ آتا تو آپ صفہ والوں کے پاس پہلے بھیجتے اور خود بھی کھاتے۔ بہرحال حضور ﷺ کا فرمان کہ میں ان کو بلا لاؤں مجھے بڑا ناگوار گزرا کہ ایک پیالہ دودھ ہے اور یہ اہل صفہ میں کس کس کے کام آئے گا۔ میں اس کا زیادہ ضرورت مند تھا تا کہ پی کر کچھ تقویت حاصل کروں، طاقت حاصل کروں۔ پھر یہ بھی خیال آیا جب اہل صفہ آ جائیں اور مجھے ہی حضور ﷺ ان کو پلانے کے لئے فرمائیں تو یہ اور بھی بُرا ہوگا پھر تو بالکل ختم ہو جائے گا کچھ بھی نہیں ملے گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کا فرمان تھا اس لئے آپؓ گئے اور ان کو بلا لائے۔ اور جب سب آ گئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تو ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ان کو باری باری پیالہ پکڑاتے جاؤ۔ اور مَیں نے دل میں یہ خیال کیا کہ مجھے تو اب یہ نہیں ملتا۔ بہرحال مَیں پیالہ لے کر ہر آدمی کو پکڑاتا گیا اور وہ پیتے گئے۔ اور جب دوسرے تیسرے کے پاس پہنچا یہاں تک کہ آخر تک پہنچا مَیں نے پیالہ آنحضرت ﷺ کو دیا کہ سب اچھی طرح پی چکے ہیں۔ آپؐ نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا ابوہریرہ! مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اب تو صرف ہم دونوں رہ گئے ہیں۔ مَیں نے عرض کی حضور ٹھیک ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور خوب پیو۔ جب مَیں نے بس کیا تو فرمایا ابوہریرہ اور پیو۔ مَیں پھر پینے لگا چنانچہ جب مَیں پیالے سے منہ ہٹاتا آپؐ فرماتے ابوہریرہ اور پیو۔ اور جب مَیں اچھی طرح سیر ہو گیا تو عرض کیا جس ذات نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اُس کی قسم اب تو بالکل گنجائش نہیں۔ چنانچہ مَیں نے پیالہ آپؐ کو دے دیا اور آپؐ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر دودھ نوش فرمایا۔

ان اصحاب صفہ کو آپؐ مہمان سمجھتے تھے اس لئے ان سب کو پہلے پلایا۔ اگر آپؐ خود ہی پہلے پی لیتے تو یہ برکت تو پھر بھی قائم رہنی تھی۔ لیکن مہمان نوازی کے تقاضے کے تحت آپؐ نے پہلے ان مہمانوں اور غریبوں کو پلایا۔ ان لوگوں کا اس طرح حضورؐ کی مجلس میں انتظار میں بیٹھنا آنحضرت ﷺ پسند فرماتے تھے۔ اس لئے ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوہریرہ کے بھائی کو کہا کہ یہ لوگ سیکھنے کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم ان کے گھروں اور کاروبار کی نگرانی کیا کرو اور انتظام سنبھالا کرو۔

پھر فتح مکہ کے بعد جب باہر سے وفود کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا تو آپؐ ان کی بڑی عزت فرماتے تھے۔ حضرت بلالؓ جو آپ کے ذاتی امور اور خرچ وغیرہ کا حساب رکھتے تھے انہیں فرماتے تھے کہ ان کی خوب مہمان نوازی کرواور ان کے لئے تحفوں وغیرہ کا انتظام کرو۔ اسی طرح ایک وفد بحرین سے آیا۔ یہ ربیعہ قبیلے کا وفد تھا اور یہ قبیلہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد کے بھائی سے منسوب ہوتا تھا اور یہ لوگ بہت عرصہ پہلے آپس کی لڑائیوں کی وجہ سے ہجرت کرکے بحرین چلے گئے تھے۔ ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے کہ دو بچھڑے بھائیوں کی نسلیں آپس میں مل رہی ہیں۔ بڑے تپاک سے ان کا استقبال کیا۔ ان کے سردار کو اپنے قریب بٹھایا اور بڑی محبت وشفقت سے اس سے پیش آئے اور انصار کو فرمایا کہ ان کی خوب مہمان نوازی کرنا کیونکہ انہیں تم سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تمہاری طرح ازخود مسلمان ہو کر آئے ہیں۔ اگلے دن پھر اس وفد کے ارکان جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے پوچھا کہ کیا تمہارے بھائیوں نے تمہاری مہمان نوازی اچھی طرح کی ہے۔ ٹھیک طرح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ہمارے بہترین بھائی ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے لئے بہترین کھانے اور بہترین بستر کا انتظام کیا اور صبح ہوتے ہی ہمیں قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کی باتیں بتائیں۔ پس یہ نمونے تھے جو آپ کے صحابہ کے تھے۔ انصار نے تو ہجرت کے وقت مہاجرین کے ساتھ بھی اخوت کا ایک مثالی نمونہ قائم کیا تھا اور اب تو آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے ان کے اس عمل کو اور بھی صیقل کر دیا تھا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت اور تکریم کرو۔

(ابن ماجه ۔ابواب الادب باب اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه)

بے شک سرداروں کی اور معزز آدمیوں کی عزت وتکریم کا آپؐ نے حکم دیا لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے ہر مہمان چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم آپؐ اس کی عزت فرمایا کرتے تھے اور یہی حکم مسلمانوں کو دیا تھا۔ بلکہ ایک دفعہ مُضَّر قبیلے کے لوگ برے حالوں میں بغیر لباس کے ننگے تلواریں ٹانگی ہوئی تھیں آپؐ کے پاس پہنچے آپؐ ان کی حالت دیکھ کر بے چین ہو گئے اور فوراً مدینہ کے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں ان کے لئے کھانے اور خوراک ولباس کا انتظام کرنے کو کہا اور جب تک آپؐ کو تسلی نہیں ہوگئی کہ یہ سارا انتظام ہو گیا ہے۔ آپؐ بے چین رہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ آپؐ کا چہرہ اس طرح چمک رہا تھا کہ جس طرح سونے کی ڈلی چمک رہی ہوتی ہے۔

تو یہی حال اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادقؑ کا تھا۔ اخبار البدر 24 جولائی 1904ء کی ایک رپورٹ میں لکھا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور کے ایک سفر پر تھے وہاں بھی جو دوست ملنے کے لئے آتے آپؑ ان کی ضروریات کا بہت خیال رکھتے۔ لکھتے ہیں کہ ’’اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ ﷺ کی طرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپؑ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو (خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ داخل ہو) ذرا سی بھی تکلیف حضورؑ کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے۔ اس امر کے اظہار کے لئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں:

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہیے، اکٹھے چلیں گے۔ آپؑ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو۔ اس کا انتظام کر دیا جاوے۔

پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو۔ (جو کام کرنے والے ہیں ان کو نہ ہو)۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شئے کی اس کو ضرورت ہو وہ بلاتکلف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے‘‘۔ (میاں ہدایت اللہ صاحب جن کا ذکر ہے ان کو خاص طور پر حضرت مسیح موعودؑ نے بعد میں سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا کہ ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا کریں)۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 78-79 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ کو مہمان کا کس قدر خیال رہتا تھا اس کا اظہار آپؑ کے ان فقرات سے ہوتا ہے کہ اپنی تکلیف کا احساس نہ کرتے ہوئے مہمان کے جذبات کے خیال سے، آپؑ ان سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لاتے تھے۔ ایک دفعہ سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ’’آج میری طبیعت علیل تھی اور مَیں باہر آنے کے قابل نہ تھا۔ مگر آپ کی اطلاع ہونے پر مَیں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 163 جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس نے ایک موقع پر منشی عبدالحق صاحب کو مخاطب کرکے یہ فرمایا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام وہی پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو۔ پس آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بلاتکلّف کہہ دیں۔ پھر جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یہ کہہ کر آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 80 جدید ایڈیشن)

ایک دفعہ آپؑ نے فرمایا کہ مہمان کا دل شیشے کی طرح ہوتا ہے ذرا سی ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جاتا

ہے۔اس لئے بہت خیال رکھا کرو۔

آپ نے ایک موقع پر فرمایا اگر کوئی مہمان آوے اور سبA وشتم تک بھی نوبت پہنچ جائے (گالی گلوچ بھی تمہیں کرے) تو تم کو چاہئے کہ چپ کر رہو۔

ایک دفعہ فرمایا کہ: ”لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک کی احتیاج کو مدنظر رکھے۔مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو، اس لئے کوئی دوسرا شخص یاددلا دیا کرے۔کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہئے۔کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے اور ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا۔تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے“۔فرمایا ”مَیں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں۔مگر لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائمقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں“۔ (اخبار الحکم۔ 24/نومبر1904ء۔ صفحہ 1-2)

پس یہ چھوٹی چھوٹی ضروریات جو ہیں ان کا بھی آپؑ خیال فرمایا کرتے تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے سیرت المہدی میں ایک روایت مولوی عبداللہ سنوری صاحب کے حوالے سے لکھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت الفکر میں (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور مَیں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرے کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔مَیں اٹھ کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی اٹھ کر تیزی سے جا کر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔جلد اول صفحہ 160۔ مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپؑ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔جون کا مہینہ تھا، مکان نیا نیا بنا تھا۔مَیں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی لیٹ گیا حضرت صاحب ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپؑ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔آپؑ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے۔مَیں نے عرض کیا آپؑ نیچے لیٹے ہوئے ہیں مَیں اوپر کیسے سو رہوں۔مسکرا کر فرمایا مَیں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا کہ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ مؤلفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ صفحہ41)

مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنے قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب تائید حق میں چھپا ہے۔لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھے بہت تعجب سا گزرا۔ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ناچار الائچی وغیرہ کھا کر گزارا کیا۔میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا۔دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان کو موجود پایا۔سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔(سیرت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام۔جلد اول صفحہ135-136۔ مؤلفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

دیکھیں کس طرح غیروں کے لئے بھی اور اپنوں کے لئے بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کا آپؑ خیال فرمایا کرتے تھے۔حیرت ہوتی ہے اس قدر مصروفیت کے باوجود آپؑ ان ساری باتوں کا خیال رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی مرتبہ الہاماً فرمایا کہ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْق کہ اس قدر لوگ تیری طرف آئیں گے جن راستوں پر وہ چلیں گے وہ راستے عمیق ہو جائیں گے اور فرمایا کہ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس اور لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جانا۔حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے جو بہت سے واقعات ہیں۔جب کثرت سے لوگ آتے تھے اور آپؑ ان کی مہمان نوازی کا حق بھی ادا کرتے تھے اور ان کو بڑی بشاشت سے ملتے بھی تھے، اور یہ کیوں نہ ہوتا کہ یہ آپؑ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت تھی۔آپؑ کے محبوب کی سنت تھی اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی اس بات کی تصدیق فرمائی تھی۔آج یہ ہمارا کام ہے کہ اس نیک صفت کو ہمیشہ اپنے اوپر جاری رکھیں لوگوں کے ذاتی مہمان آتے ہیں جن میں خونی رشتے ہوتے ہیں رحمی تعلق ہوتے ہیں، قرابت داریاں ہوتی ہیں دوستیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔لیکن آج کل، ان دنوں میں ہمارے پاس وہ مہمان آ رہے ہیں جو آئندہ جمعہ کو شروع ہونے والے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔اور یہ جلسہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر خالصتاً دینی اغراض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع فرمایا تھا۔اور اس میں شامل ہونے والوں کو بھی خاص دعاؤں سے بھی نوازا تھا۔پس اس لحاظ سے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص مہمان ہیں جو خالصتاً دینی غرض سے آ رہے ہیں اور ہم یہی امید رکھتے ہیں کہ اس لئے آتے ہوں گے اور آ رہے ہیں۔ان کی مہمان نوازی ہم نے کرنی ہے اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرنی ہے اور دینی بھائیوں کے رشتے کی وجہ سے کرنی ہے۔پس ہمارا فرض ہے، جن کے سپرد جلسہ کی ڈیوٹیاں کی گئی ہیں کہ پوری محنت، اعلیٰ اخلاق، صبر، حوصلے اور دعا کے ساتھ ان کے سپرد جو کام کئے گئے ہیں ان کو سرانجام دیں۔ہر مہمان کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کا بھی خیال رکھیں۔ان کی ہر تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں اور جلسہ کا نظام جو ہے وہ ہر شامل ہونے والے سے ایسا حسن سلوک کرے جس طرح وہ اس کا خاص مہمان ہے۔اللہ تعالیٰ سب ڈیوٹی دینے والوں کو اپنے فرائض احسن رنگ میں سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت ابھی جمعہ کے بعد مَیں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ایک افسوسناک اطلاع یہ ہے کہ چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ جو ہمارے بڑے پرانے مربی سلسلہ تھے، 14/جولائی کو ہسپتال میں 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1939ء میں قادیان کے مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا 1949ء میں جامعہ احمدیہ احمد نگر سے مولوی فاضل کیا اور پھر جامعۃ المبشرین سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ آپ کی بیرون ملک پہلی تقرری سیرالیون مغربی افریقہ میں ہوئی۔پھر وہاں سے واپسی پر مرکز سلسلہ میں مختلف ادارہ جات میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔پھر جرمنی اور انڈونیشیا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔انڈونیشیا میں آپ کی خدمت کا دور بہت لمبا ہے جو 33 سال کے عرصے پر محیط ہے۔وہاں اس دوران آپ کو مربی انچارج کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔1996ء میں باقاعدہ سروس سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ پھر انڈونیشیا میں جماعتی خدمات بجا لاتے رہے۔کچھ عرصہ جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کے پرنسپل بھی رہے اور 2002ء میں مستقل طور پر ربوہ واپس چلے گئے اور وفات تک وہیں مقیم تھے۔آپ کو 1966ء میں حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔بڑے نیک، مخلص، باوفا اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی واقف زندگی تھے۔ان کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔خلافت سے انتہائی وفا کا تعلق تھا۔اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے۔ان کی بیٹیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو صبر دے اور ان کے نمونے پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ صاحبزادی امۃ المومن صاحبہ کا ہے جو صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ان کی وفات 14/جولائی کو 68 سال کی عمر میں ہوئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی پوتی اور صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی نواسی تھیں اور صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب و محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔آپ 1939ء میں پیدا ہوئی تھیں اور مرزا نعیم احمد صاحب سے آپ کی شادی ہوئی۔اس طرح آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہو بنیں۔بہت صبر کرنے والی حوصلہ مند اور بڑی حلیم الطبع مخلص خاتون تھیں۔والدین فوت ہوئے، خاوند فوت ہوئے بڑے حوصلہ اور صبر سے یہ سارے صدمے برداشت کئے۔کبھی ان کی زبان پہ شکوہ نہیں ہوتا تھا۔مَیں نے دیکھا ہے ہمیشہ مسکراتی رہتیں۔بشاشت سے ملتیں اور انہوں نے بڑی لمبی بیماری کاٹی ہے۔بڑی تکلیف دہ بیماری کاٹی ہے۔لیکن ہمیشہ صبر اور تحمل سے یہی کہتی رہتی تھیں کہ ٹھیک ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتی تھیں حالانکہ وہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک انتہائی تکلیف دہ بیماری تھی۔کبھی احساس نہیں ہونے دیا کہ مجھے اتنی تکلیف ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند کرے ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو ہمیشہ نیکیوں پر قائم رکھے۔ان کے تین بیٹے یادگار ہیں۔

اب جمعہ کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

یاد رفتگان

مکرم ملک جہانگیر محمد جوئیہ صاحب ایڈووکیٹ (مرحوم)

(رانا عبدالرزاق خان۔ لندن)

محترم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب 9/ جون 1942ء کو پیدا ہوئے۔ 1960ء میں چک نمبر 26۔ایم بی سے مڈل اور 1962ء میں مٹھہ ٹوانہ ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا۔ آپ سات بہنوں کے ایک ہی بھائی تھے۔

آپ 1962ء میں محترم حافظ ابوذر صاحب مرحوم کے ذریعہ احمدی ہوئے۔آپ کے نانا ملک اللہ دتہ صاحب مع اہل وعیال اور آپ کی والدہ مرحومہ اور چچا ملک چانن خان 1955ء سے احمدی ہو چکے تھے۔ 1964ء میں فوج میں بطور کلرک بھرتی ہو گئے۔ مگر تقریباً پانچ سال بعد سروس چھوڑ دی اور واپس روڈہ میں آ کر چنے کا کاروبار شروع کر دیا۔مگر دل مطمئن نہ ہوا۔مزید پڑھنے کی ٹھانی۔ایف اے کیا۔بی اے کیا۔پھر لاہور لا کالج میں داخل ہو گئے اور ایل ایل بی پاس کر لیا۔ 1979ء میں جوہر آباد عدالتوں میں وکالت شروع کر دی۔ غالباً 1980ء میں وصیت کی۔اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ تحصیل خوشاب مقرر ہوئے۔1982ء میں جب خوشاب کو ضلع کا درجہ ملا تو امیر ضلع مقرر ہوئے۔

محترم جوئیہ صاحب نے جماعت کے نظام کو بہت اچھی طرح سے سمجھا اور جماعت کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔آپ کا حضرت مرزا عبدالحق صاحب سے بہت قریبی تعلق تھا۔آپ ان کی ضلعی مجلس عاملہ میں بطور ممبر مرکزی زکوۃ کمیٹی بھی تھے جس کے چیئرمین خود حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم تھے۔مرزا صاحب کی صحبت صالح کا جادو خوب سر چڑھ کر بولا۔جوئیہ صاحب دیر سے قافلہ احمدیت میں شامل ہوئے اور تھوڑے سے عرصہ میں ہی بہتوں سے آگے نکل گئے۔آپ نے اپنی زندگی میں ہی ثابت کر دیا کہ محکم ایمان کے بعد عمل پیہم کتنا ضروری ہے۔آپ نے احمدیت کے پروانے کی طرح زندگی گزاری۔اور ہمیشہ آپ کو شہادت کی آرزو رہی۔آپ ہر میدان میں مرد آہن ثابت ہوئے۔آپ صاحب کشوف ورویا بھی تھے۔اکثر جب میری ملاقات ان کے چیمبر میں ہوتی تو کوئی نہ کوئی خواب سناتے۔جو جلد یا بدیر سچی ثابت ہوتی۔آپ مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔دل کے سادہ اور صاف تھے۔سچی بات کہنے میں بہت نڈر اور بہادر تھے۔

ضلع خوشاب میں اس وقت چند مشہور جگہ جماعتیں موجود تھیں۔آپ نے اپنے عزیز رشتہ داروں اور دوسروں کو تبلیغ کرنے سے بہت بیعتیں کروائیں۔ جوئیہ صاحب کا اخلاص اور شب وروز کی محنت رنگ لائی۔دیکھتے دیکھتے جماعتوں کی یہ تعداد پچیس تک پہنچ گئی۔سارے شعبہ جات پھر سے نئے جوش وجذبہ کے ساتھ منظّم ہو گئے۔جوئیہ صاحب کی کوششوں سے ہر جماعت میں مسجد کی تعمیر کو ترغیب ملی جو کہ آپ کی اولین ترجیح ہوتی تھی۔ ہر ماہ ضلع بھر کی جماعتوں کا دورہ آپ کا معمول تھا۔سب احباب کو ملتے اور بڑے پیار اور محبت سے سب امور کا جائزہ لیتے۔اور سب عہدیداروں کو بڑی نرمی سے جماعتی کام کو آگے بڑھانے کی تلقین کرتے۔ماہانہ اجلاس عام اور مجلس عاملہ کی میٹنگ کی بار بار تلقین کرتے۔مربیان و معلمین کی حسب ضرورت تقریریاں کرواتے۔جماعت میں قرآنی اور عمومی تعلیم و تربیت کی طرف بڑی دلچسپی سے توجہ دیتے۔مجلس عاملہ اور ضلع بھر کے صدران کا ماہانہ اجلاس جب ہوتا تو ہر جماعت کی شعبہ وار پراگرس کا باریکی سے تفصیلی جائزہ لیتے تھے۔

ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات اکثر ڈیرہ بھان امید علی ورک پر منعقد ہوتے تھے جس میں ورک برادری اور ملک ماسٹر محمد رمضان صاحب کا حد درجہ تعاون حاصل ہوتا۔اور جماعت ہائے خوشاب کے سالانہ جلسے ملک ممتاز احمد مجوکہ کے ڈیرہ پر بہلول پور میں منعقد ہوتے تھے۔جس میں ملک صاحب کے مالی تعاون اور مجوکہ برادری کے حسن انتظام کا بہت دخل ہوتا تھا۔جس میں ڈیرہ شیر مست اور ڈیرہ احمدین کھبہ اور پیلووینس کی قریبی جماعتیں بھی آشامل ہوتیں۔ان جلسوں میں اکثر علمائے احمدیت کے علمی خطاب سننے کا موقع ملتا۔

اسی طرح خاکسار کے گاؤں چک 2 ٹی ڈی اے میں جب جلسہ سالانہ ہوتا تو جوئیہ صاحب خصوصی شفقت فرماتے اور ضرور تشریف لاتے۔ ہماری جماعت کی قریبی جماعتیں قائدآباد، (صدر محترم مبارک احمد شاہ صاحب) 39 ڈی بی، (صدر چوہدری محمد جمیل صاحب) 8۔ایم بی، (صدر چوہدری عبدالرب صاحب) مٹھہ ٹوانہ، (صدر چوہدری امتیاز احمد صاحب) 15۔ایم بی (صدر ظہور احمد صاحب) شامل ہوتی تھیں۔ غیر از جماعت احباب کثیر تعداد میں تشریف لاتے تھے۔جن کو دیکھ کر جوئیہ صاحب بہت خوش ہوا کرتے تھے۔یہ ان کی چند سنہری یادیں ہیں جو کہ اب ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں۔

ضلع خوشاب میں تقریباً ایک صد وکلاء میں آپ صرف اکیلے احمدی وکیل تھے۔جوہر آباد کی ضلعی عدالتوں میں آپ کا چیمبر سب احباب کے لئے گوشۂ سکون تھا۔سب لوگوں کو بلا تمیز مذہب وملت نیک اور مفید مشورہ سے نوازتے۔ وکیل ہونے کے باوجود سب کو مقدمہ بازی سے گریز کا مشورہ دیتے۔ خاکسار کئی ایسے مقدمات اور تنازعات میں دونوں فریقوں میں صلح کروانے کا عینی شاہد ہے۔آپ ہمیشہ کذب بیانی سے گریز کرتے اور جھوٹے مقدمات ہرگز نہ لیتے تھے۔اسی لئے آپ کی آمدنی اس پیشے سے ناکافی تھی اور گزارہ زرعی زمینوں پر ہی تھا۔اسی بنا پر شرفاء اور عدلیہ کے جج صاحبان میں آپ کا ایک مقام تھا۔آپ کی بارانی زمین لیّہ میں تقریباً ایک صد پچیس ایکڑ، نور پور روڈہ گوٹھ احمدیہ میں تقریباً کل بتیس ایکڑ ہے۔ آپ نے پانی کے لئے ٹیوب ویل لگوایا ہوا ہے اور حسب ضرورت پانی والی فصلیں بھی کاشت کیا کرتے تھے۔

جوئیہ صاحب کی رہائش جوہر آباد سے بیس میل دور خوشاب مظفر گڑھ روڈ پر اپنے رقبہ ڈیرہ چانن میں تھی جو کہ آپ کے چچا ملک چانن کے نام سے موسوم تھا۔جب محکمہ اٹامک انرجی نے آپ سے وہ رقبہ لے لیا تو سڑک کے دوسری طرف اپنی ہی برادری کی مشترکہ زمین پر سب برادری کی متفقہ رائے سے اس جگہ کا نام جوئیہ گوٹھ احمدیہ رکھا۔اس جگہ ایک بڑی سی مسجد بھی آپ نے بنوائی۔اور پھر مربی ہاؤس بھی تعمیر کروایا۔یہ جگہ تربیتی اجتماعات کا مرکز ہوتی تھی۔

1985ء میں جب نام نہاد مجلس ختم نبوت نے محترم جوئیہ صاحب پر مشق ستم شروع کی اور کالج کے طلباء کو ساتھ لے کر ان کے چیمبر پر ہلہ بول دیا۔اس کو مسمار کر کے آگ لگا دی جبکہ اس میں سارے مقدمات کی فائلیں، کتب اسلامی اور قرآن شریف کا مقدس نسخہ بھی موجود تھا۔بطور "خدمت اسلام" حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف نہایت بازاری زبان استعمال کی گئی اور گندے نعرے لگائے گئے۔اس سے قبل جوئیہ صاحب کے ایک شریف النفس غیر احمدی دوست نے اس ہنگامہ آرائی کے خطرہ کے بارہ میں بتا دیا تھا۔جوئیہ صاحب چیمبر میں رہنے پر بضد تھے مگر مولوی عبدالرحمن مجوکہ صاحب مرحوم، ملک ماسٹر عمر حیات صاحب مجوکہ، اور ملک عبدالغفور ورک صاحب، محترم حافظ نور جمال صاحب صدر جماعت روڈہ اور بعض دیگر احمدی دوستوں کے پرزور اصرار پر وہ بادل نخواستہ چیمبر چھوڑنے پر راضی ہو گئے۔مَیں نے ان کو ہمہ وقت شہادت کا متمنی پایا۔اس کے بعد جب ان پر کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کا مقدمہ درج ہوا تو پھر انہوں نے جو جرأت اور مردانگی کے جوہر دکھائے وہ ان ہی کا حصہ تھا۔ایس۔ایچ۔او۔تھانہ جوہر آباد اور ڈی۔ایس۔پی صاحب نے پہلے سختی اور دھونس سے پھر منت سماجت سے کلمہ طیبہ کے بیج کو سینے سے اتارنے کا کہا۔مگر بے سود۔تھانیدار نے خود آپ کا بیج آپ کے سینے سے اتارا۔آپ نے اسی وقت قلم سے اپنی قمیص پر کلمہ طیبہ لکھ لیا۔تھانیدار نے ایک سپاہی کو کہہ کر آپ کی قمیص بھی اتروا دی۔اسی لمحہ آپ نے کلمہ طیبہ اپنی بنیان پر لکھ لیا۔تھانیدار ضدی تھا۔اس نے بنیان بھی اتروادی۔آپ نے پھر اپنے سینے پر کلمہ طیبہ لکھ لیا۔اور آپ نے اسے للکارا کہ تم میری کھال تو اتار سکتے ہو مگر کلمہ طیبہ کی عزت جو ہمارے سینوں میں ہے وہ تمہارے اوچھے ہتھکنڈوں سے نہیں نکل سکتی۔تھانیدار انگشت بدنداں تھا۔اور بے بس۔

ایک موقع پر جب نور پور تھل کی عدالت میں مجسٹریٹ نے کہا کہ جوئیہ صاحب کلمے کا بیج اتاریئے یا پھر جیل کے لئے تیار ہو جایئے۔آپ نے برملا جرأت سے جواب دیا کہ نیازی صاحب یہ کوئی (نعوذ باللہ) گندی تصویر نہیں جس پر مخالف فریق کو اعتراض ہے۔فریق مخالف کو پہلے ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ملک میں اس کے ارد گرد جگہ جگہ اس کا اور حکومت کا منہ چڑا رہی ہیں۔کلمے کا بیج لگانا نہ کوئی برائی ہے اور نہ ہی اسلام کو اس سے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔اور نہ ہی یہ غیر قانونی ہے۔ یہ کلمے کا بیج اتروانا کوئی نیک کام نہیں۔ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے جسے اختیار کرنے کا حق قانون ہر پاکستانی کو دیتا ہے میری جان تو جا سکتی ہے مگر یہ کلمہ میرے سینے سے نہیں اتر سکتا۔

اسی جرم میں آپ کو متعدد بار جیل جانا پڑا۔جیل کا عملہ بھی آپ کے آنے پر مزید پریشان ہو جاتا۔کیونکہ شاہ پور سنٹرل جیل میں خوشاب کے اسیران راہِ مولیٰ کے علاوہ سرگودھا کے احمدی قیدی بھی تھے جو 1984ء کے آرڈیننس کے مقدمات کے تحت وہاں مقید تھے۔سب احمدی بھائی اکٹھے ہو کر جب نمازیں باجماعت پڑھتے اور قرآن شریف کی بلند آواز سے صبح تلاوت کرتے تو ایک سماں بندھ جاتا تو باقی قیدی ایسے نیک عمل پر حیران ہوتے اور بہت سے سوال کرتے۔اس طرح وہاں بھی دعوت الی اللہ شروع ہو گئی۔اس پر جیل میں بھی مُلّاں کے اسلام کو خطرہ پڑ گیا۔اور سختی شروع ہو گئی۔ بعدازاں آپ کی ضمانت پر رہائی ہو گئی۔کافی عرصہ عدالتی کارروائی کے بعد آپ کو عدالت نے عمر قید اور سزائے موت بھی سنا دی۔

آپ کو صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لئے حکومت وقت کی اشیر باد پر شرپسندوں نے آپ پر نَو عدد مقدمات دائر کئے۔ جب دوران سماعت احاطہ کچہری سرگودھا آپ کے ساتھ مربیان کرام مکرم عثمان صاحب اور مکرم جاوید احمد جاوید صاحب بھی تھے شرپسندوں نے ان کی آنکھوں میں پسی ہوئی مرچیں ڈال دیں۔ان مربیان پر بھی مقدمات بنے۔اس وقت ان پے در پے بے ہنگم مقدمات کے تناظر میں حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے خوشاب کو بھی مذہبی مذموم فضا آلود مقام ٹھہرایا تھا خوشاب اور ساہیوال اور فیصل آباد اور سرگودھا۔

بلائے ناگہاں اک نت نیا مولانا آتا ہے
(کلام طاہر)

اس دور میں اہل خوشاب پر پنجاب میں سب سے زیادہ تعداد میں زیر دفعہ 298 سی مقدمات بنائے گئے۔اہل خوشاب شہر نے بے مثال جرأت اور بہادری کا ثبوت دیا۔ چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم، رانا عطاءاللہ صاحب پٹواری، عبدالغفار خان اور محمد مشتاق نے کلمہ کیس میں ایک سال قید بامشقت کاٹی۔مکرم جہانگیر جوئیہ صاحب نے اس دور کے جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے کا حق بڑی جرأت اور مردانگی سے ادا کیا۔اس دور خرابی کے ظالم اور بے رحم طوفانوں کے ہمت لرزا دینے والے تھپیڑوں کا سچائی، یقین محکم، اطمینان قلب، استقلال اور تقوی سے مقابلہ کیا کہ دشمنان دین کے دانت کھٹے کر دیئے اور وقت کے غازی کہلائے۔خلیفہ وقت نے 26/ جولائی 1986ء کی محفل سوال وجواب میں آپ کی اس بہادری پر آپ کو "شیر خوشاب" کے نام سے موسوم کیا۔ اور 8/ مارچ 1986ء کو خلیفہ وقت نے خط میں لکھا کہ:

پیارے جوئیہ صاحب السلام وعلیکم، مبارک ہو، اللہ تعالی نے آپ کو کلمہ شہادت کی سربلندی بخشی۔اللہ تعالیٰ آپ کی قدم قدم فرشتوں سے مدد فرمائے۔الحمدللہ آپ نے شیروں کی طرح کلمہ لگائے رکھا۔

دوسرے خط محررہ 20/ نومبر 1986ء میں تحریر فرمایا: "اللہ تعالی نے آپ کو کلمہ شہادت اور احمدیت کی خاطر جیل جانے کی سعادت بخشی ہے۔آپ شیر ہیں مجھے آپ پر فخر ہے اللہ آپ کی فرشتوں سے مدد فرمائے"۔

تیسرے خط محررہ 19/ ستمبر 1986ء میں فرمایا: "تاریخ اسلام جس طرح حضرت بلال اور حضرت خباب رضوان اللہ علیہم پر فخر کرتی ہے۔اسی طرح تاریخ احمدیت بھی آپ پر فخر کرے گی۔اللہ تعالی آپ کی طرح سب کو شیر دل بنائے رکھے۔آمین"۔

آپ کی والدہ کی وفات پر 22/ نومبر 1987ء کے خط میں لکھا: "آپ کی والدہ کی وفات پر بہت افسوس ہوا۔جس ماں نے آپ جیسے شیر دل انسان پیدا کئے مجھے ان پر فخر ہے۔ایسی کم ہستیاں پیدا ہوتی ہیں۔خدا تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے"۔

جولائی 2000ء میں آپ آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کے بیٹے مکرم امان اللہ صاحب جوئیہ مقیم ہیں۔وہاں بھی آپ کو بطور سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت آسٹریلیا اور قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ تادم وفات خدمت کی توفیق ملی جہاں آپ ہر ہفتہ اتوار کو تبلیغی سٹال لگایا کرتے تھے۔ یہ سب معلومات خاکسار نے جوئیہ صاحب کے فرزند اکبر ملک امان اللہ جوئیہ صاحب سے حاصل کی ہیں۔ جو آج کل آسٹریلیا میں بطور نائب صدر جماعت بیت الہدی، معاون وصایا صدر مجلس انصاراللہ اور معاون زعیم اعلی مجلس سڈنی خدمات بجالا رہے ہیں۔

آپ کی وفات سے ایک سال قبل 2/ فروری 2007ء کو پاکستان میں آپ کی زوجہ محترمہ وفات پا گئیں۔آپ نے بڑے صبر سے اس صدمے کو برداشت کیا۔29/ مئی 2008ء کو آپ پاکستان سے آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ 30/ مئی کو آپ کو سینے میں شدید درد کی وجہ سے آپ کے بڑے بیٹے نے ہسپتال میں داخل کروا دیا۔ تشخیص کے بعد ڈاکٹروں نے سرطان بتایا۔14/ جون کو آپ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔آپ نے اپنی وفات کے متعلق قبل از وقت اپنے بیٹے کو بتا دیا تھا۔آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں 20/ جون 2008ء بعد نماز جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلی و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، مرحوم کی خوبیوں کا صحیح وارث بنائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلائے۔ اور موصوف کو غریق رحمت کرے۔آمین۔

عصرِ حاضر کی بے راہروی اور اسلامی تعلیمات

(محمد مقصود احمد۔ ربوہ)

بے راہروی سے مراد

بے راہ روی سے مراد ہے کہ انسان ایسے طور اطوار اختیار کر لے جو اسے حق اور راستی سے دور کر دیں۔ بالفاظ دیگر جو احکام اور اصول وضوابط اس کے خالق ومالک خدا نے زندگی گزارنے کے کے لئے مقرر فرمائے ہیں اُن سے انحراف دراصل بے راہ روی ہے کیونکہ یہی اِنحراف اُسے حقیقی منزل مراد یعنی خدا تعالیٰ سے دور کرتا ہے اور اس کی ناراضگی کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ قرآنِ کریم نے بے راہ روی کو فساد سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ قبل از اسلام دنیا میں پھیلی ہوئی بے راہ روی کا نقشہ یوں کھینچا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم: 42) یعنی (اس زمانہ میں) خشکی اور تری میں لوگوں کے کاموں کی وجہ سے فساد نمایاں ہوگیا۔

قرآن کریم چونکہ ہر زمانہ کی کتاب ہے لہٰذا یہ آیت عصرِ حاضر کی بے راہ روی کی بھی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ آج دنیا پرستی پھر اپنے عروج پر ہے۔ دنیا کے مال واسباب اور آسائشیں پالینے کی دُھن کچھ ایسی سوار ہوئی ہے کہ اپنے خالقِ حقیقی کی طرف سے زمانہ غافل ہو چکا ہے۔

عصر حاضر اور یہ حالت زار:

عصرِ حاضر کی یہ حالتِ زار ہرگز غیر متوقع نہیں۔ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل خدا تعالیٰ سے علم پا کر اِس زمانہ کی مکمل تصویر کشی فرمادی تھی۔ چنانچہ احادیث کے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں اقوامِ عالم کی بے راہ روی کے ذمّہ دار عوامل نمایاں طور پر دو ہی ہوں گے: (1) دجّال (2) اسلام سے انحراف

اظاقی اور معاشرتی انحطاط:

آج ساری دنیا جس اخلاقی اور معاشرتی انحطاط، تنزل اور بے راہ روی کا شکار ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ہر قسم کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو قدامت پسندی اور پسماندگی قرار دے کر ان سے دامن چھڑایا جا رہا ہے۔ تمام معاشرتی اقدار، اخلاقیات اور خاندانی بندھنوں کو جدیدیّت کے نام پر پارہ پارہ کیا جا رہا ہے اور اسی نام نہاد جدیدیّت کی تقلید میں دنیا بے حیائی اور بے راہ روی کی جانب اندھا دھند بھاگتی چلی جارہی ہے۔ اس بے راہ روی کا سہرا نام نہاد مغربی ”تہذیب“ کے سر ہے جو خود کو انتہائی مہذب اور متمدّن خیال کرتے ہیں۔ دراصل یہی وہ دجّال ہے جس نے ہر قسم کی اعلیٰ انسانی اقدار پر اپنے دجل کا پردہ ڈال رکھا ہے اور اس کی وجہ عیسائیت کی وہ غیر فطری تعلیم ہے جسے مغرب اور یورپ اپنی مذہبی تعلیم سمجھے بیٹھے ہیں۔ یہ اقوام خود تو حلال وحرام کی تمیز کھو ہی چکی ہیں، اس کے ساتھ ہی اسلامی تعلیمات کا تمسخر اڑانے میں بھی پیش پیش ہیں۔ تثلیث اور کفّارہ کے مکروہ عقائد نے انہیں دہریت اور بے حیائی کی سوغات بخشی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت عیسائیت کے نتیجہ میں دنیا میں بہت گند پھیل چکا ہے۔ کئی قسم کی روحانی بیماریاں جڑ پکڑ چلی ہیں۔ بعض بیماریاں کینسر کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔“

(دعوت اِلی اللہ، صفحہ 11)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”اسی طرح دہریت نے دنیا میں جتنا فروغ حاصل کیا ہے اس کی اصل ذمّہ داری بھی عیسائیت پر عائد ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں آتا ہے: كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (الکہف: 6) اگر آپ آج تاریخ اور انسانی انحطاط کا تجزیہ کریں تو اکثر بیماریوں کی ذمہ داری عیسائیت پر عائد ہوگی۔ وہ سرچشمہ بنتی ہے آج کی ساری بیماریوں کا۔ چنانچہ عیسائیت نے دہریت کو جنم دیا۔ عیسائیت نے اشتراکیت کو جنم دیا۔ عیسائیت نے بے حیائی کی ہر تحریک کو جنم دیا ہے۔“ (دعوتِ الیٰ اللہ: صفحہ 11)

یہ الزامات بلا دلیل ہرگز نہیں۔ آج عیسائی ممالک کا ٹی وی میڈیا اور پرنٹ میڈیا ہر لمحہ، ہر گھڑی دنیا کو شرک اور بے حیائی میں دلیر سے دلیر تر کرتا چلا جا رہا ہے۔ پردہ کے اسلامی حکم کو کمزور اور پسماندہ ذہنیت قرار دے کر بے لباسی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول کو بنیادی انسانی فطرت اور حق قرار دے کر بے حیائی اور فحاشی کا بازار گرم کیا جا رہا ہے۔ ان کی فلمیں، ان کے گانے، ان کے ناول، ان کے اخبارات ورسائل دن رات نئی نسل میں 'جنس' کی آگ بھڑکاتے چلے جا رہے ہیں۔ دن رات بس یہی ایک پروپیگنڈہ ہے کہ زندگی نہایت مختصر ہے اس لئے اچھی طرح سے اس کا لطف اٹھاؤ ڈرنے والی کوئی بات ہی نہیں۔ تم اپنے کسی عمل کے لئے جواب دہ نہیں ہو۔ تم آزاد پیدا کئے گئے ہو۔ ہر طرح کی آزادی تمہارا فطری اور جائز حق ہے اور اس سے روکنے کا کسی کو کوئی حق حاصل نہیں۔ اس کا عملی مظاہرہ دن رات ان کے ہوٹلز، بارز اور کیسینوز میں جاری وساری ہے۔ AIDS کے مہلک اور لاعلاج مرض نے ایک وقتی خوف ضرور پیدا کیا تھا لیکن گناہ اور بدکاری کی جو آگ ان کے سینوں میں بھڑک چکی ہے، اب وہ محض اسی کی جلن محسوس کرتے اور اسے ہی بجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ آگ سرد پڑنے کی بجائے مزید بھڑکتی چلی جارہی ہے اور ان کا ذہنی اور قلبی سکون برباد کرتی چلی جارہی ہے۔ حرام میں ایک وقتی لذّت تو پا لیتے ہیں مگر دائمی سکینت سے کلیۃً محروم ہو چکے ہیں۔ ان کی لذّتوں کے معیار نہایت پست ہیں لیکن انتہائی دکھ میں مبتلا کر دینے والی بات یہ ہے کہ یہ اقوام گناہ کے احساس سے عاری ہو چکی ہیں اور جہنم کو جنّت سمجھ بیٹھی ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ تمام دنیا کو بھی گناہ کی اسی پستی کی جانب آنے کی دعوت دے رہی ہیں۔ آج میڈیا کی شکل میں یہ دجّال گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے اور انسان کو اس کے خالقِ حقیقی سے دور کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں عمل میں لا رہا ہے۔ نتیجۃً آج مشرق بھی اسی جال میں الجھتا چلا جا رہا ہے جس میں مغربی اقوام پھنس چکی ہیں۔ آج ٹی وی پر دکھائے جانے والے کسی بھی پروگرام کے متعلق یہ اندازہ کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ آیا یہ کسی اسلامی ملک کا چینل ہے یا غیر اسلامی ملک کا۔ آج نہ ہندوستان اور پاکستان میں کوئی فرق ہے اور نہ عرب اور غیر عرب میں۔ ایک خدا کو ماننے والے مسلمانوں کی نسلیں بھی بے ہنگم موسیقی پر اسی طرح تھرکتی اور ناچتی کودتی ہیں جس طرح مشرک اور دہریہ اقوام کی نسلیں۔ آج مسلمانوں کی عورتیں اور بچیاں دوپٹہ اور چادر کو ایک ناقابلِ برداشت بوجھ خیال کر کے ترک کرتی جاتی ہیں۔ یہ اسی مغربی تہذیب کا جادو ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں آج ایک مسلمان لڑکی بڑے فخر سے اپنے والدین اور گھر والوں کو اپنے 'بوائے فرینڈ' سے متعارف کرواتی ہے۔ آج کی نوجوان نسل کی ساری فکریں اور پریشانیاں اس ایک محور کے گرد گھومتی ہیں کہ ان کے پسندیدہ اداکار یا اداکارہ کی نئی فلم کون سی اور کب آئے گی! فلاں اداکار کے لباس اور میک اَپ کی نقل کیسے کی جائے! آج مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کو اسلام کے عظیم الشان اور بلند کردار ہیروز کے نام تک یاد نہیں مگر فلمی ہیروز اور ہیروئنوں کے جائے پیدائش اور سنِ پیدائش اور پسند ناپسند سے لے کر تمام سرگرمیوں تک ہر قسم کی معلومات کا ذخیرہ یاد رہتا ہے۔ صبح نماز کی غرض سے جاگنا انہیں ایک بے فائدہ مشقت محسوس ہوتی ہے جبکہ ساری ساری رات ٹی وی اور کمپیوٹر پر فحش پروگرام اور فلمیں دیکھنے میں کوئی تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے نہ مشقّت۔

مغربی تہذیب نے دنیا کو جوئے اور سود کی سوغات بخشی ہے۔ مغربی ممالک میں جوا اس طرح کھیلا جاتا ہے جیسے ہمارے یہاں گلی ڈنڈا! ہر کھیل میں، خواہ قومی سطح پر ہو خواہ بین الاقوامی سطح پر، جوا لگا ہوتا ہے۔ مغربی ممالک اور بعض مشرقی ممالک میں تو اب جوا خانوں کو باقاعدہ قانونی تحفّظ حاصل ہے۔ اسی طرح سودی کاروبار کو ہرگز عار خیال نہیں کیا جاتا بلکہ دنیا کی اقتصادیات پر مغربی اقوام کا تسلّط ہونے کی وجہ سے ساری دنیا میں سودی نظام رائج ہے جس کے نتیجہ میں غریب ممالک غریب تر اور امیر اقوام امیر تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔

کیا اس بے راہ روی نے انسان کو وہ روحانی وقلبی سکون بخشا ہے جس کا حصول ہی دراصل تخلیقِ انسانی کا مقصد ہے؟ کیا اس بے راہ روی اور ان عارضی لذّات نے اسے دنیا کے تمام فکروں سے کلیۃً آزاد کر دیا ہے اور وہ ایک بہترین اور قابلِ تقلید زندگی بسر کر رہا ہے؟ ان سوالوں کا جواب تکلیف دہ ہے۔ اس بے راہ روی کا ہی نتیجہ ہے کہ ایسے معاشروں میں بے سکونی اور بے چینی لحہ بہ لحہ شدید سے شدید تر ہوتی چلی جارہی ہے اور خودکشی کی شرح خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ معمولی باتوں پر دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کر لینے کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ امریکہ میں یہ شرح سب سے زیادہ ہے اور اس کی بنیادی وجہ بے راہروی ہے۔ گوئٹے مالا میں آئے دن کم سن اور نوجوان لڑکیوں کی لاشیں ایسی حالت میں ملتی ہیں کہ ان کے جسموں کے ٹکڑے بوریوں میں بند ہوتے ہیں۔ پھر حکومت کے کارندے ان بوریوں کو گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیتے ہیں۔ چند دن بعد، کتے وہ ٹکڑے منہ میں اٹھائے پھرتے ہیں اور ان جرائم میں ان لڑکیوں کے ”بوائے فرینڈز“ براہِ راست ملوث ہوتے ہیں۔ اس پر طرّہ یہ کہ وہاں کی پولیس اپنے منہ سے اپنی بے بسی کا اعتراف کرتی ہے کیونکہ یہ لڑکے لڑکیاں ان کے کسی قانون کو خاطر میں نہیں لاتے۔ 29 جولائی 2006ء کو BBC پر یہ رپورٹ دکھائی گئی جس میں ستر ہ سالہ مقتولہ کا باپ اپنی بیٹی کے ساتھ ہونے والی بربریت کا احوال رو رو کر سنا رہا تھا۔ یہ رپورٹ ہی ان اقوام کی نام نہاد آزادی کا پول کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ یہ اس زمانہ کی بے راہ روی اور اس کے نتائج کی ایک معمولی سی جھلک ہے۔ حقائق نہایت درجہ خوفناک اور لرزہ خیز ہیں۔ یہ شیطانی حربے ایک ایسے سانپ کی مانند ہیں جس کی کھال نہایت حسین اور رنگ دل موہ لینے والے ہیں اور جس کی آنکھوں کی کشش شکار کو اپنی جانب کھینچتی چلی جاتی ہے اور جب شکار مسحور ہو کر قریب آتا ہے تو اس کا ایک ہی وار اس کی نس نس میں زہر اُتار دیتا ہے۔

تاہم سوال یہ ہے کہ آخر انسان اس بے راہ روی کا شکار کیوں بنتا ہے؟ اور اس سے بچنے کی کوئی راہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون سی؟ ان تمام سوالوں کے جواب قرآنِ کریم کی ایک آیت میں مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الدھر: 4) یعنی ہم نے انسان کو سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اب چاہے وہ شکر گزار بنے یا کافر۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں جستجو کا مادہ رکھا ہوا ہے۔ وہ ایک حالت پر ٹھہر نہیں سکتا بلکہ آگے بڑھنے کی جستجو رکھتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا ہے کہ چاہے تو نیکی کا راستہ اپنا لے اور چاہے تو بدی کا۔ یہ اختیار عطا کرنے سے قبل اسے ہر اونچ نیچ اچھی طرح سمجھا بھی دی۔ اب یہ اس کی مرضی ہے کہ نیک بنے یا بد۔ یعنی اپنی جستجو کو جس رُخ پر چاہے موڑ سکتا ہے۔ اسی جستجو کی تسکین کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے احسان کو کامل کرتے ہوئے دینِ اسلام عطا فرمایا: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل دین صرف کامل فرمانبرداری ہے۔ (سورۃ آلِ عمران: 20) یعنی ”السّبیل“ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔ اس سے انحراف ہی دراصل بے راہ روی کی بنیادی وجہ ہے۔ چنانچہ اسلام کو نہ صرف اصل دین بلکہ اس کی کامل اطاعت ہی کو خدا تعالیٰ کی کامل کی اطاعت قرار دیا۔ اس دین کو اختیار کر کے انسان بے راہ روی سے بچ سکتا ہے۔ گویا اب قیامت تک کے لئے زندگی گزارنے کے جو اُصول وضوابط اسلام بتائے گا وہی دراصل زندگی کے لئے امن اور سکون کی ضمانت ہیں۔ اسلام ہی انسان کو بدیوں سے مقابلہ کرنا سکھاتا ہے اور اس مقابلہ کیلئے اسے ہتھیار بھی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشادِ پاک ہے: اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (حٰمٓ سجدہ: 35) گویا ایک جہاد مسلسل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: ”یعنی جب تم جہاد میں مصروف ہو جاؤ گے، تمہارا حسن بھی بڑھتا چلا جائے گا اور مقابل پر بدیاں گھٹتی چلی جائیں گی۔“ (دعوتِ الی اللہ صفحہ 40)

چنانچہ بے راہ روی یعنی سیئات کے بالمقابل نیکیوں یعنی حسنات کی تعلیم فرمائی۔ نہایت حکیمانہ تعلیم عطا فرمادی کہ اپنی جستجو کی تسکین بدیوں کی بجائے نیکیوں میں سبقت سے حاصل کرو۔ اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا حکم دے کر دراصل اس مقصد کی جانب راہنمائی فرمادی جو اس کی پیدائش کا منتہا ہے یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ انسانی ارتقا اور تحقیق کا اصل مقصد اپنے خالق ومالک خدا کو پہچاننا ہے۔ یہی اس کی حقیقی منزل ہے۔ چنانچہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) یعنی جنوں اور انسانوں کی پیدائش کا ایک ہی مقصد ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عبودیت کے معنی عربی میں تذلّل کے ہیں اور تذلّل کا مفہوم یہ ہے کہ جو دوسرے کا نقش قبول کرے۔ تو عبد کے معنے ہیں حکومت کو تسلیم کر لینا۔ نقش تسلیم کر لینا۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے سوائے اس غرض کے انسان کو اور کسی غرض کے لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ میرے نقش کو قبول کرے۔“ (منہاج الطالبین صفحہ 23)

اِس بلند مقصد کے حصول کیلئے حسنات کو زینہ قرار دیا گیا اور یہ زینہ اسلام ہی ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار تھما کر انہیں استعمال کرنے کا طریقہ بھی سکھاتا ہے۔ یہ ہتھیار عبادات ہیں۔ یعنی دنیا کی بے راہ روی کے بالمقابل اسلام عبادات کو رکھتا ہے۔ یہ عبادات درج ذیل ہیں:

1: نماز 2: روزہ 3: حج 4: زکوٰۃ

برائیوں سے بچنے کا سب سے بڑا ھتھیار:

عبادات انسان کے لئے کیوں ضروری قرار دی گئی ہیں؟ خصوصاً برائیوں اور بے راہ روی سے کس طرح بچاتی ہیں؟

اول: عبادت یعنی نماز کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یعنی نماز قائم کرو۔ اس تاکید سے سارا قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الروم: 32) یعنی تم سب نماز کو اس کی شرائط کے مطابق ادا کیا کرو اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔ چنانچہ ترکِ نماز کو شرک قرار دیا۔ اگر شرک سے (جو دراصل بے راہ روی کی جڑ ہے) بچنا چاہتے ہو تو نماز کو نہایت التزام سے ادا کرو تا تمہارے دل اور روح میں تمہارے خالقِ حقیقی کی محبت کی جڑیں اس قدر گہری ہو جائیں کہ سوائے اس کی رضا کے اور کسی کی رضا کی پروا نہ ہو کیونکہ رضائے الٰہی کو اپنا نصب العین بنا کر ہی دراصل انسان بے راہ روی سے بچ سکتا ہے۔ چنانچہ

حدیثِ نبویؐ ہے بندہ سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔(سنن نسائی)۔

حضرت مسیحِ موعود کا ارشاد ہے:۔ ’’اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔‘‘

(کشتیِ نوح)

نماز کے فلسفہ کو قرآنِ کریم مزید وضاحت سے بیان فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: 46) یعنی نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

درحقیقت نماز ہی ہے جسے اگر انسان مکمل خشوع وخضوع سے اور باقاعدگی سے ادا کرے تو اسے شیطانی راہوں سے بچاتی چلی جاتی ہے۔ ہر قسم کی بے راہ روی سے اسے فطرتاً متنفر کر دیتی ہے کیونکہ ’’خدا تعالیٰ کی محبت، اسی کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے۔‘‘(ملفوظات۔جلد5)

ظاہر ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ناراضگی کا خوف بھی دامنگیر رہتا ہے اور یہی محبت اور خوف انسان کو ہر اُس فعل سے باز رکھتا ہے جو محبوب کی ناراضگی کا باعث بن سکتا ہو۔ وہ ہر اس راہ کی جستجو میں لگا رہتا ہے جس پر چل کر اسے اپنے محبوب کی رفاقت نصیب ہو جائے۔ چنانچہ اسلام نے نماز کی اس قدر تاکید اس لئے کی ہے کہ دنیا میں ایسے مومنین پیدا ہوں جو ’’اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ‘‘ کی عاجزانہ التجا اپنے رب کریم کے حضور پیش کر کے تمام گناہوں اور نفسانی جوشوں کے مقابلہ کے لئے اس سے طاقت طلب کریں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُکُمْ (سورۃ فرقان: 78) یعنی (اے رسولؐ!) تو ان سے کہہ دے کہ میرا ربّ تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا اور استغفار نہ ہو۔ اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی صرف اسی انسان کی حفاظت کا ذمّہ لیتا ہے جو اپنی حفاظت کی خود بھی فکر رکھتا ہے اور اس کے لئے قادر وتوانا خدا سے نصرت طلب کرتا ہے اور نماز دراصل دعا ہی ہے۔ الغرض نماز ہر زمانہ میں برائیوں کے خلاف ایک ڈھال ہے جو مومن کو عطا کی گئی ہے۔ اور ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرتے رہنے کا جو حکم دیا وہ بھی اسی غرض کے تحت کہ ساری دنیا اس ڈھال کے پیچھے ہو کر برائیوں کا مقابلہ کر سکے۔

دوم: دوسری عبادت جو بطور ہتھیار مومن کو عطا کی گئی وہ رمضان کے روزے ہیں۔ قرآن کریم میں روزوں کی فرضیّت کے متعلق فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ: 184) یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض لیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ یعنی یہ عبادت بھی ہر زمانہ میں، ہر قسم کی بے راہ روی سے بچتے رہنے کی غرض سے انسان کو عطا کی گئی ہے۔

روزہ کا فلسفہ یہی ہے کہ انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد ہمیشہ اس کے پیشِ نظر رہے یعنی اس کے ہر قول وفعل کا محور رضائے باری تعالیٰ ہو۔ کھائے تو اللہ کے حکم سے۔ کھانا چھوڑ دے تو اللہ ہی کے حکم سے۔ اس طرح روزہ زندگی کے بظاہر معمولی معاملات میں بھی اسے ہر دم یہی تربیت دیتا ہے کہ اللہ ہی کی رضا اور خوشنودی مدِّنظر ہو۔ روزہ اسے صبر اور حوصلہ عطا کرتا ہے۔ کھانا پینا بنیادی انسانی ضرورت ہے جس پر اس کی زندگی اور صحت کا دارومدار ہے لیکن جب ایک مومن محض اللہ کے حکم کے پیشِ نظر کھانے پینے تک سے رُک جاتا ہے تو زندگی کے بہت سے صبر آزما اور مشکل مراحل اس پر آسان ہو جاتے ہیں اور وہ عام لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ صبر اور حوصلے کے ساتھ نفسانی جوشوں کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ الغرض روزہ جسمانی تربیت بھی ہے اور روحانی بھی۔ روزہ رکھنے سے جسم مشقّت کا عادی ہوتا ہے اور بہت سی بدعادات مثلاً حقّہ و سگریٹ نوشی وغیرہ چھوڑنے کی استطاعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جسمانی عادات واطوار کے اثرات روح پر پڑیں گے تو بہت سے گناہ ازخود چھوٹتے چلے جائیں گے کیونکہ روح گناہوں سے چھٹکارہ پانے کی مشقّت برداشت کرنے کے قابل ہو گی۔ چنانچہ روزہ، بے راہ روی کے خلاف ایک زبردست تربیت کا درجہ رکھتا ہے۔

سوم: تیسرا ہتھیار زکوٰۃ ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَ صَلِّ عَلَیْھِمْ (التوبہ: آیت 103) ترجمہ:۔(اے رسول ﷺ)! ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تو انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور ان کے لئے دعائیں بھی کرتا رہ۔

گویا زکوٰۃ کا فلسفہ ہی یہی ہے کہ انسان اس حقیقت کو اچھی طرح جان لے کہ جو کچھ بھی اس کے پاس ہے وہ اس کے رازق خدا کی دین ہے اور اسے اپنے پاس محض ایک امانت خیال کرے۔ اس کی لالچ وحرص سے دور رہے۔ درحقیقت مال کی محبت ہر انسان کے دل میں ہے۔ اس کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ مالی خسارے سے ہمیشہ بچتا رہے۔ اکثر لوگ تو مال کی حفاظت اور محبت میں اپنی جان تک گنوا بیٹھتے ہیں۔ آج دنیا کی بے راہ روی کی ایک بنیادی وجہ مال سے محبت ہے۔ چوریاں، ڈاکے، جسم فروشی، اسمگلنگ، نشہ آور اشیا کی تیاری، ملاوٹ، بے ایمانی، رشوت ستانی اور کرپشن وغیرہ ساری برائیاں اور بدیاں جو کسی بھی معاشرے کے لئے کینسر کی حیثیت رکھتی ہیں، دراصل مال وزر کے حصول کی خاطر ہی اختیار کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطرت سے اونچ نیچ کے پہلو کو نہ صرف مدِّ نظر رکھا ہے بلکہ ایک طبیب کی طرح اس روحانی بیماری کا علاج بھی بتا دیا اور وہ یہ کہ جن لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ مال جمع ہو وہ اس کے لالچ وحرص میں مبتلا نہ ہوں بلکہ اس میں سے ایک مخصوص حصّہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا کریں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسے مال کی پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا۔

چھارم: بے راہ روی اور گناہوں سے بچنے کے لئے ایک نہایت عظیم الشان ہتھیار حج ہے۔ حج کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (آلِ عمران: 98) ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس تک جانے کی توفیق پائے۔

یہ ایسا فریضہ ہے جو ہر ایک پر فرض نہیں بلکہ صرف اسی پر جو مکّہ مکرمہ جانے میں ہر قسم کی سہولتیں رکھتا ہو۔ حج سال میں ایک بار 10 ذی الحج کو کیا جاتا ہے۔ یہ گویا تمام اسلامی عبادات کا خلاصہ ہے، تاہم دیکھنا یہ ہے کہ آخر حج زمانہ کی بے راہ روی کے خلاف کس طرح انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ۔ (البقرۃ: 198)

ترجمہ:۔ پس جو شخص ان (دنوں) میں حج (کا ارادہ) پختہ کر لے (اسے یاد رہے کہ) حج کے ایام میں نہ تو کوئی شہرت کی بات ہو، نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا جائز ہو گا۔

مناسکِ حج دراصل انسانی فطرت سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ایک مومن اپنے مال کا ایک بڑا حصّہ خرچ کر کے خانہ کعبہ میں پہنچتا ہے گویا خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا مال بھی خرچ کرتا ہے اور سفر کر کے اپنی جان بھی مشقّت میں ڈالتا ہے۔ پھر دنیاوی جاہ وحشمت کو خیر باد کہتے ہوئے دو سادہ کپڑوں میں ملبوس ہو جاتا ہے۔ بال منڈواتا ہے۔ گویا ایک نوزائیدہ بچہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا بھی سر منڈوایا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ خود کو بارگاہِ الٰہی میں ایک بچہ کی حیثیت سے پیش کرتا ہے جو بے حد کمزور اور معصوم اور بے گناہ ہوتا ہے اور نیکی اور بدی میں تمیز نہیں رکھتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ سے راہنمائی طلب کرتا ہے۔ پھر خانہ کعبہ کا طواف دراصل اسے اپنے محور ومرکز کی یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے گرد اس کی تمام تر خواہشات گھوم رہی ہوں۔ پھر صفا ومروہ پر سعی اسے اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدوں کی یاد دلاتی ہے جنہوں نے محض اپنے رب کی رضا کی خاطر بھوک، پیاس اور شدید گرمی کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شیطان کو کنکریاں مارنا اس امر کا مظہر ہے کہ وہ برائیوں کی طرف بلانے والے ہر محرّک سے شدید نفرت و کراہت کا اظہار کرتے ہیں۔ حج کے بعد عیدالاضحیہ کے موقع پر جانوروں کی قربانی دراصل خدا تعالیٰ کے عظیم الشان برگزیدوں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی کمال اطاعت پر دلالت کرتی ہے اور اس جذبے کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا ایک مسلسل عملی مظاہرہ ہے۔

ان مناسک کے بنیادی فلسفہ اور تعلیم پر گہری نظر رکھ کر اگر ان کو ادا کیا جائے تو دنیا سے بدی اور بے راہ روی کا نام ونشان ہی مٹ جائے۔

الغرض یہ ہیں وہ عظیم الشّان ہتھیار۔ اور اگر کسی قوم کو یہ ہتھیار آزمانے کا طریقہ آجائے تو وہ دنیا کی بہترین قوم بن کر ساری دنیا کی اقوام پر غالب آسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اُمّتِ مسلمہ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا:۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (سورۃ ال عمران آیت نمبر111)

ترجمہ:۔ تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ گویا یہ مسلمان ہی ہیں جو قیامت تک تمام عالم کے مربّی قرار دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا کو نیکی کی طرف بلاتے اور بے راہ روی سے روکتے ہیں۔

بے راہ روی کا دوسرا بڑا سبب:

تاہم مسلمانوں نے خود کو اس عظیم الشان اعزاز سے محروم کر لیا ہے۔ وہ بے راہ روی کے تند وتیز ریلے میں دوسری اقوام کے ساتھ بہتے چلے جا رہے ہیں اور اسی وجہ سے درحقیقت خیرِ اُمت کہلانے کے مستحق نہیں رہے۔ یہی دنیا کی بے راہ روی کا دوسرا بڑا سبب ہے یعنی اسلامی تعلیمات سے انحراف۔ مسلمانوں کی اس حالتِ زار کا مکمل نقشہ بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

’’لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسلام محض نام کا باقی رہ جائے گا اور قرآن محض بطور رسم رہ جائے گا۔ مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی ہوں گی لیکن ہدایت سے یکسر خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ فتنہ وفساد انہیں سے شروع ہو گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔‘‘

یہ حدیث واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ آخری زمانہ میں اُمتِ مسلمہ میں سے ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھی درحقیقت اسلام سے دور ہوں گے اور بے راہ روی کا شکار ہو جائیں گے۔ وہ مسلمان کہلانے کے باوجود ایک حقیقی مسلمان کی تمام تر خصلتوں سے عاری ہوں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت تو کریں گے مگر اس کی حقیقی تعلیمات سے بے بہرہ ہوں گے اور ان تعلیمات سے ناواقف ہونا ہی پھر یہ نتائج پیدا کرے گا کہ ان کی عبادات محض ایک دکھاوا ہوں گی۔ مسجدیں تو نمازیوں سے بھری ہوئی ہوں گی مگر ان کے دل اور روح ہدایت سے یکسر خالی ہوں گے یعنی نماز ان کے روزمرہ اُمور پر کوئی اثر نہ ڈالے گی۔ سب سے بڑی بدبختی یہ ہو گی کہ جنہیں وہ اپنا راہنما اور راہبر خیال کریں گے وہی ان کی تباہی کے اصل ذمہ دار ہوں گے اور اسلام کی غلط تصویر پیش کر کے انہیں گمراہ کرتے چلے جائیں گے۔

اُمتِ مسلمہ کی اسی بے راہ روی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے۔ جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے اور وہ امور جن کا نام اعمالِ صالحہ ہے ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بکلّی بے خبری ہے۔‘‘

(فتح اسلام۔ صفحہ4)

عصرِ حاضر کے علوم خصوصاً فلسفہ، بے راہ روی یعنی خدا سے دور کر دینے کا ایک بڑا محرّک ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:۔

’’اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیّت کا سخت مخالف پڑا ہے۔‘‘(فتح اسلام۔ صفحہ4)

مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

’’ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ عبادات کے طریقوں کو تحقیر اور استہزا کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی کچھ بھی وقعت وعظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریّت کے رگ وریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمنِ دین ہیں‘‘۔(فتح اسلام۔ صفحہ4)

مسلمانوں کی بے راہ روی تو یہ ہے کہ خود مسلمان اپنی حالت پر ماتم کناں ہیں۔ چنانچہ جاوید چودھری اپنے کالم میں اُمتِ مسلمہ کی اس حالتِ زار کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں:۔

’’کیریکٹر پانچ خوبیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ خوبیاں ایمانداری، وسعتِ قلبی، وعدے کی پابندی، سچائی اور انصاف ہیں لیکن بدقسمتی سے پوری اسلامی دنیا میں یہ خوبیاں ناپید ہیں۔ آپ ایمانداری کو لے لیجیے، پاکستان سمیت کون سا اسلامی ملک ہے جس کی اسّی یا نوّے فیصد آبادی ایمان دار ہے..........

ہماری ایمان داری کا یہ عالم ہے کہ ایک اسلامی ملک دوسرے برادر اسلامی ملک سے کھانے پینے کی اشیا تک نہیں خریدتا۔ کیوں؟ کیونکہ اسے ان اشیا کی کوالٹی کا یقین نہیں ہوتا۔ پورے عالمِ اسلام میں کرپشن اور رشوت ستانی عام ہے۔ ہم لوگ حج اور عمرے کے دوران ہیروئن اور چرس سمگل کرتے ہیں۔ طواف کے دوران حاجیوں کی جیبیں کاٹتے ہیں اور ہم حرمین میں کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہیں۔ کیریکٹر کی دوسری خوبی وسعتِ قلبی ہے۔ ہم لوگ بدقسمتی سے متعصّب اور تنگ دل لوگ ہیں......... اسلامی دنیا بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہے۔ ایک فرقے کا مسلمان دوسرے فرقے کی مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ہر فرقے کے الگ الگ قبرستان ہیں۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لوٹے کے ساتھ وضو نہیں کرتا اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ایمان کو مشکوک نظروں سے دیکھتا

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

ہے۔کیریکٹر کی تیسری خوبی وعدے کی پابندی ہے.........ہم لوگ تو اللہ سے کئے وعدے نہیں نبھاتے..........مسلمانوں میں خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر نوے دنوں کا وعدہ کرنے والے حضرات گیارہ گیارہ سال تک کرسی سے نہیں ہٹتے.....آپ کاروبار سے سیاست تک کوئی شعبہ دیکھ لیں آپ کو ہر شعبہ میں وعدہ خلافی اور عہد شکنی ملے گی.... چوتھی خوبی سچائی ہوتی ہے........ہم لوگ اپنی ذات سے لے کر آئین اور قانون تک ہر چیز سے جھوٹ بولتے ہیں اور ہم لوگ ہاتھ میں قرآن اٹھا کر غلط بیانی کرتے ہیں.....کیریکٹر کی پانچویں خوبی انصاف ہوتا ہے.......ہم اپنی ذات سے لے کر جانوروں تک پر ظلم کرتے ہیں۔ سات امیر اسلامی ممالک نوغریب اسلامی ملکوں سے بچے چوری کرتے ہیں اور اونٹ دوڑ میں مروا دیتے ہیں۔ اسلامی ممالک کی عدالتیں تاخیر اور ناانصافی کا گڑھ ہیں......یہ ہے ہمارا کیریکٹر......ہم رو رو کر اپنی جائے نمازیں گیلی کر دیتے ہیں لیکن ہماری دعائیں، ہماری آہیں مسجد کی چھت تک نہیں جاتیں......اِس لئے کہ ہم.....خدا کو دھوکہ نہیں دے سکتے، اس لئے کہ ہم اس کے قوانین کی خلاف ورزی کر کے اس سے مدد حاصل نہیں کر سکتے"۔

(روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد۔4 اگست 2006ء)

جب دنیا کو نیکی اور بدی میں تمیز عطا کرنے والی امت کا اپنا یہ حال ہو جائے تو پھر باقی دنیا کی کیا حالت ہوگی!!

بد رسوم اور بے راہ روی:

آج مسلمانوں نے اپنے اوپر اس سے کہیں زیادہ بدرسوم کا بوجھ لاد لیا ہے جس سے رحمۃ اللعالمینؐ نے دنیا کو نجات دلائی تھی۔ چنانچہ عام زندگی ہو یا شادی اور وفات وغیرہ، ہر موقع پر بدرسوم، بدعات اور ریاکاری کا ارتکاب ہوتا ہے۔ شادی کے معاملات میں غیر قوم سے رشتہ نہ کرنا، وٹہ سٹہ، نمائشی مہر، زیور کا مطالبہ، جہیز کا مطالبہ، نمود و نمائش، ناچ گانا، فحش مجالس، مہندی کی رسم، بے پردگی وغیرہ جیسی بدرسوم شامل ہیں جو دراصل بے راہ روی کی ہی ایک شکل ہے۔ کسی عزیز کی وفات پر جزع فزع کرنا، ماتم کرنا، سینہ کوبی اور سیاپا کرنا، قُل کا ختم، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی، قبر پر پھول اور چادریں چڑھانا، قبروں پر دیے اور اگربتیاں جلانا، تیسرے، ساتویں اور چہلم کی رسم، ختمِ قرآن، عُرس وغیرہ جیسی بدعات عمل میں لائی جاتی ہیں۔

علاوہ ان مواقع کے عام زندگی میں بہت سی بدعات شامل ہو گئی ہیں جو دراصل اُمّتِ مسلمہ کی بے راہ روی کا سبب ہیں۔ ان میں غیر اللہ کو پکارنا، تعویذ گنڈے، سالگرہ منانا، تسبیح پھیرنا اور سینما و تھیٹر وغیرہ شامل ہیں۔ آج درحقیقت یہ تمام قسم کی بے راہ روی مسلمانوں میں راہ پا چکی ہے اور ہر شعبہ میں مسلمانوں کے تنزّل اور ادبار کا باعث ہے۔

اسلام کی انقلابی تعلیم:۔

کیا اسلام اس بے راہ روی کا کوئی علاج بھی تجویز کرتا ہے؟ جبکہ مسلمان بنیادی تعلیم سے کلیۃً ہاتھ دھو بیٹھے ہیں تو پھر اُمید کی کون سی کرن باقی ہے جو بے راہ روی کے اندھیروں کو چیر ڈالے!! درحقیقت یہی وہ حالات ہیں جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پندرہ سو سال قبل نہ صرف مطلع فرمایا بلکہ ایک دردمند دل کو امید کی راہ بھی دکھائی۔ قرآنِ کریم آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے رسول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

(الجمعة: 4) ترجمہ:۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسولِ کریمؐ سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپؐ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ۔ (بخاری) "یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اڑ گیا، تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔" اس میں مہدی معہود کی خبر ہے۔"

عصرِ حاضر کی بے راہ روی کا ذہن میں آتے ہی امید کی کرن بن کر یہ حدیث سامنے آن کھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں جس مومن کا ذکرِ خیر ہے وہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام ہیں۔ تاہم حدیث میں رجال کے الفاظ بھی ہیں جن سے مراد آپؑ کے خلفا ہیں۔ چنانچہ ایک طرف تو اُمّتِ مسلمہ بے راہ روی کے باعث خیرِ اُمّت کے اعزاز سے محروم ہو جائے گی تاہم دوسری جانب جو لوگ امامِ وقت کے ساتھ ہو جائیں گے وہ نہ صرف بے راہ روی اور اس کے بد نتائج سے محفوظ و مامون رہیں گے بلکہ ان سے خداتعالیٰ کا وعدہ ہے:۔ وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورة النور:56) اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ چنانچہ آج جماعتِ احمدیہ اس خدائی وعدے کے پورا ہو جانے کا زندہ ثبوت ہے۔ صرف خلافتِ احمدیہ ہی وہ کشتئ نوح ہے کہ جس میں سوار ہو جانے والا ہر نفس فی زمانہ ہر قسم کی بے راہ روی کے طوفان اور ہلاکت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت:۔

خلفائے احمدیت آج ہر شعبۂ زندگی اور ہر مشکل میں راہنمائی کا آفتاب عالم تاب بن کر ہر ایک احمدی کی زندگی میں روشنی بکھیرتے ہیں۔ چنانچہ متذکرہ بالا بدعات اور بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"اس وقت اصولی طور پر ہر گھرانے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں۔"

ان بدرسوم کے متعلق حضرت مسیحِ موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات و تعلیمات درج ذیل ہیں:۔

۞......غیر قوم سے رشتہ کے متعلق فرمایا:۔

۞......"غیر سیّد، سیّدانی سے نکاح کر سکتا ہے"۔

(بدر 14 فروری 1907ء)

۞......بدلہ کے رشتہ کے متعلق فرمایا:۔

"بدلہ کا رشتہ ناپسندیدہ ہے"۔ (الفضل 15 جنوری 1918ء)

۞......نمائشی مہر کے متعلق ارشاد ہے:۔

"نمائشی مہر ناجائز ہے"۔ (الفضل 5 جنوری 1917ء)

۞......زیور کے مطالبہ کے متعلق ارشاد ہے:۔

"لڑکی والوں کی طرف سے زیور کا مطالبہ ناجائز ہے"۔

(الفضل 17 اپریل 1931ء)

۞......جہیز کے متعلق فرمایا:۔

"جہیز کا مطالبہ ناجائز ہے"۔ (الفضل 17 اپریل 1931ء

۞......نمود و نمائش کی بدعت کے متعلق فرمایا:۔

"جہیز کی نمائش ناجائز ہے"۔ (رپورٹ مجلسِ شوریٰ 1942ء)

۞......ناچ گانے کے متعلق ارشاد ہے:۔

"ناچ، آتشبازی، فضول بھاجی ناجائز ہے"۔

(ملفوظات جلد 9۔صفحہ 46)

۞......فحش گانے، گانے کے متعلق ارشاد ہے:۔

"فحش گانے اور ناچ منع ہے"۔ (الفضل 14 جون 1938ء)

۞......مہندی کی رسم کے متعلق ارشاد ہے:۔

"مہندی کی رسم ناجائز ہے"۔

(رپورٹ مجلسِ شوریٰ 1942ء)

۞......شادی کے مواقع پر بے پردگی کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"دولہا سے بھی غیر محرم مستورات پردہ کریں اور اس سے ہنسی مذاق نہ کریں"۔

۞......اسی طرح بعض اور رسمیں ہیں مثلاً دودھ پلائی، جوتا چھپائی، نوٹوں کے ہار، شہ بالا بنانا، پیسے پھینکنا، آئینہ دکھانا اور لاگ لینا۔ شادی کے موقع پر دلہن کو قرآن پاک کے نیچے سے گزارنا، دلہن کے اُوپر سے چاول پیچھے پھینکنا یہ سب رسوم غیر اسلامی ہیں نیز بدعت اور بے راہ روی میں داخل ہیں۔ ان سب سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

وفات کے موقع پر بدعات کے خلاف بھی خلفائے احمدیت نے راہنمائی فرما دی۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو واضح طور پر درج ذیل تعلیمات دی ہیں:

۞......"سیاپا کرنا اور چیخیں مار مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا خدشہ ہے..........اس موقع پر زردہ پلاؤ پکانا گناہ ہے۔"

(اشتہار بغرضِ تبلیغ و انداز۔ از حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام)

۞......"قُل خوانی جو مرنے کے تین دن بعد کی جاتی ہے، بدعت ہے"۔ (ملفوظات جلد 6۔صفحہ 390)

۞......"قبر پر پھول چڑھانا بدعت ہے"۔

(بدر 12 اگست 1909ء)

"قبروں کو سجدہ کرنے والے اور ان پر چراغ جلانے والے پر آنحضرتؐ نے لعنت بھیجی ہے"۔ (ترمذی و ابو داؤد)

۞......فاتحہ خوانی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ہیں:

"ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں۔ ناجائز ہے"۔ (ملفوظات جلد 9۔ صفحہ 177)

۞......چہلم کے متعلق حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "یہ رسم نبی کریمؐ اور صحابہؓ کی سنّت سے باہر ہے"۔

(اخبار بدر 14 فروری 1907ء)

۞......ختمِ قرآن کے متعلق ارشاد ہے:۔

"مردہ پر قرآن ختم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے"۔ (اخبار بدر مارچ 1904ء)

۞......عُرس کے متعلق فرمایا: 'عرس منانا منع ہے"۔

(ملفوظات جلد 5۔ صفحہ 165)

۞......اس کے علاوہ دیگر رسومات کے متعلق بھی واضح تعلیم عطا فرما دی: "غیر اللہ کو پکارنا، یا علی کہنا شرک ہے"۔

(الحکم 10 مارچ 1904ء)

۞......"تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام تو صرف اللہ کے حضور دعا کرنا ہے"۔

(ملفوظات جلد 10۔صفحہ 203)

۞......سالگرہ بھی عصرِ حاضر کی ایک نمایاں بدعت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرتؐ کی پیدائش کا دن نہ آپ نے منایا نہ آپ کے صحابہؓ نے، نہ آپؐ کی بیگمات نے۔ نہ خلفا کی پیدائش کا دن منایا گیا"۔ (پروگرام اردو ملاقات، 6 مئی 1994ء)

۞......عمومی معاملات میں ہماری اس طرح راہنمائی ملتی ہے:

"قضائے عمری، احتیاطی نماز، ایک رکعت میں قرآن ختم کرنا، معاوضہ پر امامت، عاشورہ محرم کی رسومات، توشہ خواجہ خضر، سب بدعات ہیں"۔ (الفضل 18 مارچ 1973ء)

۞......"مشرکانہ نام رکھنا، کان چھیدنا، پاؤں میں گھنگھرو ڈالنا، بدرسوم ہیں"۔ (الفضل 18 مارچ 1973ء)

۞......عصرِ حاضر کی بے راہ روی میں پچھتّر (75٪) فیصد حصّہ سینما اور تھیٹر کا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"سینما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے۔ اِس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویّا اور سینکڑوں شریف گھرانوں کی لڑکیوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے۔ اور سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن اثر ڈال رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا منع کرنا تو الگ رہا اگر میں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہئے"۔

اسی ضمن میں آپ رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں: "ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت سمجھتا ہے اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا جائز نہیں"۔

(مطالبات تحریکِ جدید۔ صفحہ 27 تا 41)

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے از صفحہ نمبر 2

دوسروں کا خیال رکھیں۔

نیز فرمایا کہ دوسرے ممالک سے آنے والے مہمان ویزے کی مدت ختم ہونے سے پہلے واپس جانے کی کوشش کریں۔ بعض لوگوں کو اس لئے ویزا نہیں ملا کہ بعض لوگ یہاں آنے کے بعد واپس نہیں جاتے۔ اگرچہ یہ بات غلط ہے۔ صرف چار پانچ لوگ ایسے ہوں گے اور ان کو بھی سزا دی گئی۔ تاہم سب کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا: رہائش اور مہمان نوازی دو ہفتے کے لئے ہوتی ہے۔ میزبان کی اجازت کے بغیر بعد میں رہنا ناپسندیدہ ہے۔ اسلام کی تعلیم کے خلاف بلاوجہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے تا کہ کسی کو شکوہ پیدا نہ ہو۔ جلسہ کا مقصد محبت بڑھانا ہے کم کرنا نہیں۔ میزبانوں کو بھی حوصلہ دکھانا چاہئے۔ فرمایا جلسہ کے سفر کو دنیاوی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں۔

آخر میں فرمایا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موسم بھی صاف کر دے تا کہ تقاریر کی آواز کو صاف سنا جا سکے۔ اور چلنے پھرنے میں بھی دقّت نہ ہو۔ الحمدللہ حضور کے ارشاد کے بعد بارش رک گئی بلکہ افتتاحی اجلاس کے وقت دھوپ نکل آئی تھی۔ اور پھر سارا جلسہ خیر و عافیت سے گزر گیا۔

(باقی آئندہ)

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کا گزشتہ شمارہ نمبر 30-31 دو ہفتوں پر مشتمل تھا۔ اس میں غلطی سے 24/جولائی و 7/اگست کی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ جبکہ وہ 24/جولائی اور 31/جولائی کا شمارہ تھا۔ اور 13/اگست کی بجائے 6/اگست تک تھا۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ قارئین درستی فرما لیں۔ حالیہ شمارہ 7/اگست سے 13/اگست تک کا ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ

اللہ تعالیٰ نے حضرت چودھری محمد ظفراللہ خاں صاحبؓ کو اعلیٰ روحانی ترقیات کے ساتھ عظیم الشان دنیاوی مراتب پر بھی فائز فرمایا تھا جو بین الاقوامی افق تک ممتد تھے۔ چنانچہ آپ کے انتقال پُرملال پر پاکستان کے علاوہ دنیا بھر سے عظیم شخصیات کی جانب سے بڑی تعداد میں تعزیتی پیغامات موصول ہوئے جن میں آپ کی شخصیت اور عظیم کارناموں اور خدمات کا بڑے اکرام سے تذکرہ کیا گیا۔ پاکستان کے نشریاتی اداروں اورقومی اخبارات میں جگہ پانے والے ایسے پیغامات کومرتب کرکے مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب نے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/اگست 2007ء میں پیش کیا ہے۔

دوران علالت مزاجی پرسی:

☆ ''سابق وزیرخارجہ چوہدری سرمحمد ظفراللہ خان ...... کی خیریت جاننے اور دعائے صحت کے لئے اندرون وبیرون ملک سے ہزاروں خطوط اور تار موصول ہورہے ہیں۔ اخبارات اوردوسرے خبررساں ادارے آج ان کی صحت کے بارے میں تازہ ترین صورتحال جاننے کے لئے ان کی موجودہ رہائش گاہ پر وقفہ وقفہ سے ٹیلیفون کرتے رہے''۔

☆ حکومت نے علامہ اقبال میڈیکل کالج کے پرنسپل اور پروفیسر آف میڈیسن ڈاکٹر افتخار احمد کی سرکردگی میں ڈاکٹروں کا ایک بورڈ قائم کیا ہے جو سرظفراللہ خان کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں کو ضرورت کے وقت مشورے دے گا۔

☆ اردن کے شاہ حسین نے ایک برقیہ میں چودھری ظفراللہ خان کی گرتی ہوئی صحت کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے اوران کی صحت کے لئے دعا کی ہے۔

☆ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بھی ایک برقیہ کے ذریعے چودھری ظفراللہ خان کی صحت کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے اس سلسلے میں سیکرٹری جنرل کے ایگزیکٹوآفس سے ایک تار موصول ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اقوام متحدہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

☆ شاہ حسین نے چودھری صاحب کے داماد مسٹر نصراللہ خان کوتار کے ذریعہ پیغام دیا ہے کہ اگر وہ ان کے کسی کام آسکیں توانہیں شاہی محل میں اطلاع دیں۔

☆ صدر جنرل محمد ضیاء الحق اتوار کی سہ پہر پاکستان کے پہلے وزیرخارجہ چودھری ظفراللہ خان کی عیادت کیلئے ان کی رہائش گاہ پر گئے۔ اس موقع پر گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں بھی موجود تھے۔

☆ اتوارکو پاکستان میں سعودی عرب کے سفیر شیخ توفیق خالد عالم دار صاحب نے بھی چوہدری ظفراللہ خان کی عیادت کی۔

☆ سابق وزیرخارجہ اورعالمی عدالت انصاف کے جج چوہدری ظفر اللہ خان ابھی تک نیم بے ہوشی کی حالت میں ہیں یہ بات معائنہ کرنے والے ڈاکٹروں لیفٹیننٹ جنرل محمودالحسن، کرنل نوری اور کرنل وسیم نے بتائی جمعہ کوبیگم ایم ایم اصفہانی اور بیگم وقارالنساء نون نے ان کی عیادت کی۔

☆ مراکش کے فرمانروا شاہ حسن ثانی کی جانب سے ایک برقیہ موصول ہوا ہے جس میں ان کی صحت یابی کی دعا کی گئی ہے۔

☆ ملکہ برطانیہ اور امریکہ کے سیکرٹری امور خارجہ جارج شلز نے ان کی خیریت دریافت کی۔

☆ کل سیرالیون کے صدر نے ٹیلی فون کرکے ان کی خیریت دریافت کی تھی۔

☆ صدر جنرل ضیاء الحق لاہور کے دورہ میں جب سر ظفراللہ کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے تو وہاں سرظفراللہ کے داماد حمید نصراللہ نے قرآن مجید بطورتحفہ پیش کیا۔

تعزیتی پیغامات وبیانات

☆ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خاں اور کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ایم اسلم شاہ بھی گزشتہ روز 96 خورشید عالم روڈ گئے اور سوگوار خاندان سے اظہارتعزیت کیا۔

☆ آج جو اہم شخصیتیں چودھری ظفراللہ کے آخری دیدار کے لئے گئیں ان میں محمد حنیف رامے، سیدافضل حیدر، مسٹر ایس ایم ظفر، چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ ڈاکٹر جاوید اقبال اور بھارتی سفارتخانے کے مسٹر اور مسزشِشک شامل ہیں۔

☆ سابق وزیرقانون ایس ایم ظفر نے سرظفراللہ خان کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم قائداعظم کے معتمد ساتھی اوران کے ساتھیوں کی فہرست میں اہم ترین تھے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے پیشے میں انہوں نے معیار کی اعلیٰ ترین مثال پیش کی۔ اوراسی بناء پرانہیں بین الاقوامی عدالت انصاف کا جج مقرر کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ سرظفراللہ خان کوکشمیر کے مقدمے کے چیمپئن کی حیثیت سے یادرکھا جائے گا۔

☆ تعزیتی پیغام میں وفاقی محتسب جسٹس (ریٹائرڈ) سردار محمد اقبال نے مرحوم کو قانون کے میدان میں پاکستان کا ایک چمکتا ہوا ستارہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ بہت کم لوگوں کواس حقیقت کا علم ہے کہ پاکستان کی آزادی سے پہلے ہندوستان کی وفاقی عدالت کے جج کی حیثیت سے انہوں نے بعض ایسے فیصلے دیئے جوآج بھی سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆ اردن کے سفیر اور ان کی اہلیہ شاہ حسین کا خصوصی تعزیتی پیغام لے کراسلام آباد سے لاہور پہنچے۔ انہوں نے شاہ حسین کا پیغام چودھری ظفراللہ خاں کے داماد اور بیٹی تک پہنچایا۔

☆ پاکستان کے سابق وزیرخارجہ چودھری ظفراللہ خان کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھائی گئی جس طرح مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔ سینکڑوں افراد نے اس موقع پر اپنے سینوں پرکلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے جبکہ میت پر بھی کلمہ طیبہ لگایا گیا تھا۔ متعدد مسلمان وکلاء اورافراد نے نماز جنازہ پڑھی۔

☆ کالعدم مساوات پارٹی کے چیئرمین محمد حنیف رامے نے تعزیتی کتاب میں لکھا ہے کہ اگرچہ قائداعظم محمدعلی جناح اسلامی مملکت پاکستان کے معمار تھے لیکن پاکستان جیسی اسلامی مملکت کے مرحوم بھی معمار ہیں۔

☆ کالعدم پیپلزپارٹی پنجاب کے صدر جہانگیر بدر نے لکھا ہے وہ عظیم انسان تھے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

☆ اردن کے سفیر مقیم پاکستان نے لکھا ہے کہ وہ عظیم انسان تھے عربوں اور فلسطینیوں کے لئے ان کا کاز قابل قدر رہا ہے۔

☆ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے تعزیتی پیغام میں کہا کہ وہ پرانے مدبر تھے اورانہوں نے طویل اورنمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے ایک دکیل کی حیثیت سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور اپنی قانونی فراست سے بے پایاں شہرت پائی۔ آزادی سے قبل انہوں نے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کی اور برطانوی وائسرائے کی انتظامی کونسل کے رکن اور فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج رہے۔ پاکستان کے پہلے وزیرخارجہ کی حیثیت سے انہوں نے بہت سی عالمی کانفرنسوں اوراقوام متحدہ میں ملک کی مؤثر طریقے سے نمائندگی کی اقوام متحدہ میں نمایاں کردار انجام دینے کی وجہ سے انہیں جنرل اسمبلی کا صدر بھی چنا گیا۔ ان کی موت سے ملک ایک معزز شہری سے محروم ہوگیا ہے۔

☆ وزیراعظم محمد خان جونیجو نے کہا کہ چودھری ظفر اللہ خان ایک ممتاز قانون دان تھے۔ جو قیام پاکستان سے قبل بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے انہوں نے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کو اٹھانے کے سلسلہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدراور دیگر بین الاقوامی فورموں پراعلیٰ عہدوں پر فائز ہونا ان کی بین الاقوامی حیثیت کا اعتراف تھا۔

☆ پنجاب کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان نے اپنے پیغام میں کہا کہ مرحوم کی وفات سے ملک ایک اعلیٰ قانون دان اور بین الاقوامی حیثیت کے سفارت کار سے محروم ہوگیا ہے۔ مرحوم کا شمار مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے اور وہ 1930ء میں اس کے صدر بھی منتخب کئے گئے۔ وہ آزادی کی جدوجہد میں قاعداعظم کے قریبی ساتھی بھی رہے۔

☆ اپوا کی بانی صدر بیگم رعنا لیاقت علی خان نے کہا کہ مرحوم کو پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک ممتاز مقام حاصل رہے گا۔

☆ فیڈریشن آف بزنس اینڈ پروفیشنل ویمن کی صدر بیگم سلیم احمد نے بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔

☆ پاکستان بارکونسل کے رکن سیدافضل حیدر نے کہا کہ مرحوم حضرت قائداعظم کے معتمد خاص اورانتہائی محبّ وطن پاکستانی تھے انہوں نے پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے باؤنڈری کمیشن کیس میں نمائندگی کی جبکہ یو این او میں کشمیرکیس کی پیروی کی۔ وہ واحد شخصیت تھے جو عالمی عدالت انصاف اور جنرل اسمبلی کے سربراہ بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں عربوں کے مؤقف کو مجاہدانہ طریقے سے پیش کیا۔ وہ مدبر سیاستدان اور بلند پایۂ قانون دان تھے۔

☆ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور دیگر جج صاحبان نے سرظفراللہ خان کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی ملکی اور بین الاقوامی خدمات پرانہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

☆ لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے اجلاس میں اکثریت رائے سے تعزیتی قرارداد منظور کی گئی جس میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ بات فخر کا باعث ہے کہ اس کے ایک معزز رکن سرظفر اللہ خان مرحوم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی صدر اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے سربراہ بنے جبکہ وہ باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کے مقدمہ کی پیروی کرنے والے وکلاء کے پینل میں بھی شامل تھے۔

☆ قومی اسمبلی کے سپیکر سید فخر امام نے کہا کہ وہ ایک بزرگ سیاستدان تھے۔ ان کی عوامی زندگی بڑی تابناک اور ممتاز رہی ہے وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ یادرکھے جائیں گے۔

☆ کابینہ نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چودھری ظفراللہ خان کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا مرحوم کے اہل خانہ کوتعزیتی پیغام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ملک کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اُن کی گرانقدر خدمات پرکابینہ نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

☆ پیپلزپارٹی کے رہنما یحییٰ بختیار نے کہا کہ انہوں نے ملک کیلئے ناقابل فراموش خدمات انجام دی تھیں۔

☆ گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل جہانداد خاں نے کہا کہ ظفراللہ خاں ایک معروف سکالر اور بین الاقوامی شہرت کے مالک قانون دان تھے جن کے انتقال سے ملک ایک اچھے شہری سے محروم ہوگیا ہے۔

☆ قومی اسمبلی کے سپیکر فخر امام نے کہا کہ پبلک افیئرز میں مرحوم کی گراں قدر خدمات عرصہ دراز تک یادرکھی جائیں گی۔

☆ اردن کے نائب وزیراعظم اورشام کے سفیر نے ان کی اقامت گاہ پر آکر شاہ حسن اور حافظ الاسد کی طرف سے اظہارتعزیت کیا۔

☆ تعزیتی پیغامات بھیجنے والی دیگر بین الاقوامی وملکی شخصیات میں ملکہ برطانیہ، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار، امریکی وزیرخارجہ جارج شلز، عالمی عدالت انصاف کے صدر نجند سنگھ، چیئرمین سینیٹ غلام اسحٰق خان، سپیکر قومی اسمبلی فخر امام، محتسب اعلیٰ سردار محمد اقبال، وزیرخارجہ صاحبزادہ یعقوب خاں، وزیر پانی وبجلی میر ظفر اللہ خاں جمالی، وزیر اوقاف پنجاب خدا بخش ٹوانہ، گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل جہاندادخاں اوربیگم رعنالیاقت علی شامل ہیں۔

☆ قادیانی جماعت کے لاہور کے دفتر سے جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق اردن کے شاہ حسین، ولیعہد شاہ حسن اوراردن کے عوام کی طرف سے ایک پیغام میں کہا گیا ہے کہ ہم عالم اسلام کے اس عظیم فرزند کی وفات پر دلی رنج وغم اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ پریس ریلیز کے مطابق صدر جمہوریہ عربیہ شام کے صدر حافظ الاسد کی ٹیلیفون پرخصوصی ہدایات کے مطابق شام کے قائم مقام سفیر عیسیٰ سلیمان نے اپنے پیغام میں صدر حافظ الاسد اورحکومت شام کی طرف سے کہا ہے کہ حکومت شام ان کی ان کوششوں کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، جوانہوں نے عربوں کے حقوق کے دفاع کے لئے اور خاص طور پر قضیہ فلسطین

کے سلسلہ میں انجام دیں۔

☆ سوگ میں منگل کے روز اقوام متحدہ کا پرچم سرنگوں رہا۔ اقوام متحدہ کا سیکرٹریٹ ان کی موت کی خبر پہنچتے ہی بند کر دیا گیا تھا اور تین دن کے بعد کام شروع ہوا تو پہلے روز پرچم سرنگوں رکھا گیا۔

☆ چودھری ظفر اللہ خان کی وفات پر دنیا کے مختلف سربراہان مملکت اور دیگر بین الاقوامی شخصیات کے تعزیتی پیغامات برابر موصول ہو رہے ہیں۔ تعزیتی پیغام بھیجنے والوں میں مصر کے صدر حسنی مبارک، شام کے صدر حافظ الاسد، مراکش کے شاہ حسن ثانی، اردن کے شاہ حسین اور ولی عہد شہزادہ، فلسطین کے سفیر احمد عبدالرزاق، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوئیار، امریکی وزیر خارجہ جارج شلز، عالمی عدالت انصاف کے صدر رنجند رسنگی، صدر جمہوریہ افریقہ سیرالیون اور ملکہ برطانیہ بھی شامل ہیں۔

☆ اسلامی ممالک کے سربراہوں نے اپنے تعزیتی پیغامات میں چودھری محمد ظفر اللہ کی ان خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا جو انہوں نے افریقی ممالک کی آزادی کے لئے اقوام متحدہ میں انجام دی تھیں۔

☆ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان کو ربوہ کے قبرستان بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور ان کے جنازے کی امامت مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک قریبی معاون جناب محمد حسین نے کی جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ سر ظفر اللہ خان کی میت کو...... قصر خلافت میں رکھا گیا تھا اس دوران ہزاروں لوگوں نے قطار لگا کر آخری دیدار کیا۔ اس سے قبل سر ظفر اللہ کا جنازہ کاروں کے ایک طویل جلوس کی شکل میں لاہور سے ربوہ لایا گیا پولیس کی تین گاڑیاں بھی جلوس کے ساتھ چل رہی تھیں۔ چودھری ظفر اللہ کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کی قبر سے متصل دفن کیا گیا۔ تدفین کے موقع پر ایس پی جھنگ، اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ موجود تھے۔

☆ روزنامہ نوائے وقت (2/ستمبر 1985ء):

''اقوام متحدہ کے مستقل مندوب کی حیثیت میں چودھری صاحب نے افریقہ اور عالم اسلام کے ممالک خصوصا مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کی گراں بہا خدمات انجام دیں اور آپ کی مخلصانہ وکالت کے نتیجہ میں مراکش، الجزائر اور لیبیا کو آزادی وخود مختاری حاصل ہوئی اور پاکستان کو عرب ممالک کے محسن کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ تیونس، مراکش اور اردن نے آپ کو اپنے سب سے بڑے نشانات اعزاز سے نوازا۔ اقوام متحدہ (وفد برائے فلسطین) کی واپسی پر آپ کو حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ آپ اس عہدے پر سات سال تک فائز رہے۔ انہوں نے اپنے تعلیمی دور میں ہمیشہ اعزاز و امتیاز حاصل کیا۔ پھر یہ امتیاز عمر بھر کیلئے آپ کی زندگی کی پہچان بن گیا۔ چودھری صاحب نے مختلف النوع مناصب سے متعلق فرائض منصبی کی شایان شان انجام دہی کے علاوہ مختلف علمی اور قومی موضوعات پر بیس کے لگ بھگ تصانیف بھی قلم بند کیں''۔

☆ بی بی سی نے پاکستان میں اپنے نمائندہ ڈیوڈ ہیچ کے حوالہ سے حضرت چودھری صاحبؓ کی زندگی پر ایک تعزیتی پروگرام نشر کیا۔ جس میں تفصیلی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کی اعلیٰ ترین سطح پر وکالت کی۔ 1935ء سے 1941ء کے عرصہ میں جب وہ وائسرائے کی کونسل کے ممبر تھے انہوں نے متعدد موقعوں پر ہندوستان سے باہر ہندوستان کی نمائندگی کی۔ اس کے بعد جب چین اور ہندوستان کے براہ راست سفارتی تعلقات بحال ہوئے تو وہ چین میں وائسرائے کے ایجنٹ جنرل کی حیثیت سے وہاں گئے...... مسٹر جناح ان کے بارے میں کتنے اچھے خیالات رکھتے تھے۔ اس کا اظہار اس بات سے ہوا جب ظفر اللہ کو باؤنڈری کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ......(تفصیل سے اہم خدمات کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا) اتنا بڑا انسان ہونے کے باوجود وہ انتہائی منکسر المزاج اور ملنسار تھے وہ پکے مذہبی اعتقادات رکھنے والے انسان تھے۔...... قطع نظر اس بات کے کہ ان کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا اپنی طویل زندگی میں ان کی ترقی وعروج اور خدمات وکارکردگی کے اظہار و اعتراف میں تامل وبخل سے کام لینا مناسب نہیں ہوگا انگریزوں کے زمانہ میں وہ پنجاب اسمبلی، وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل اور وفاقی عدالت کے رکن رہے اور قیام پاکستان کے بعد قریباً 7 برس تک وزیر خارجہ رہے اور اس دوران میں انہوں نے اقوام متحدہ میں بھی پاکستان کے مندوب اعلیٰ کے طور پر فرائض ادا کئے وہاں جنرل اسمبلی کی صدارت کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر کے علاوہ فلسطین اور کئی عرب ملکوں (مراکش، تیونس، لیبیا وغیرہ) کے حق آزادیٔ وخودمختاری کی وکالت میں پاکستان کا نقطہ نظر جس انداز میں پیش کیا اسے عرب ملکوں میں اب تک سراہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر محترم کے علاوہ سعودی سفیر بھی ان کی عیادت کیلئے گئے تھے وزارت خارجہ کی سربراہی سے سبکدوش ہونے کے بعد وہ عالمی عدالت انصاف کے رکن بن گئے اور دوسری میعاد کے لئے منتخب ہونے کے بعد اس کے صدر بھی رہے اس دوران میں وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ قادیانی ہونے کی نسبت سے پاکستان میں ان کے خلاف اعتراض واحتجاج کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ لیکن قائداعظم اور پھر لیاقت علی خان مرحوم نے انہیں بہت اہم ذمہ داریاں سپرد کیں...... 1953ء کی اینٹی قادیانی تحریک سے قبل اسلامیان ہند کے قومی معاملات میں سر آغا خان کی طرح سر محمد ظفر اللہ خان کا حصہ وکردار بھی بہت نمایاں رہا تھا۔ 1930ء میں وہ مسلم لیگ کے صدر بنائے گئے تھے اور 1931ء میں اور بعد کی گول میز کانفرنسوں میں وہ علامہ اقبال، قائداعظم اور دوسرے اکابر کے ساتھ مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر شامل ہوتے رہے۔

☆ چودھری صاحب آل انڈیا مسلم لیگ کے بانی اراکین میں سے تھے اور 1930ء میں اس کے صدر بھی رہے۔ انہوں نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں بھی شرکت کی۔ وہ غیر منقسم ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کے جج بھی رہے۔ وہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل سفیر بھی رہے اور جنرل اسمبلی کے صدر بھی رہے۔ وہ مسئلہ کشمیر اور فلسطین کے واسطے سے اپنی وکالت کے لئے شہرت دوام حاصل کر چکے ہیں۔ وہ عالمی عدالت کے جج، اس کے نائب صدر اور صدر بھی رہے۔ انہوں نے ڈیڑھ درجن سے زیادہ اعلیٰ کتابیں تصنیف کیں جن میں اردو اور انگریزی میں ان کی خودنوشت سوانح کے علاوہ بین الاقوامی قانون پر کئی کتابیں شامل ہیں۔ ان کی سیاسی کتابوں میں ان کی تصنیف پاکستان کی اذیت نے خصوصی شہرت حاصل کی ہے۔ جج کی کرسی پر بیٹھ کر جہاں وہ قانونی نکات کو پانی کیا کرتے تھے وہاں اقوام متحدہ میں ملکوں کی آزادی کی حمایت میں خطابت کے دریا بھی بہایا کرتے تھے۔ مسئلہ کشمیر کی وکالت کے دوران اس موضوع پر ان کی طویل ترین تقریر ریکارڈ پر ہے اور اسے آج تک کوئی نہیں توڑ سکا۔ چودھری صاحب کو لسان القانون کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ بہترین وکیل، بہترین جج، بہترین سفیر، بہترین مدبر اور بہترین مصنف تھے۔ وہ جو بھی کام کرتے تھے اس کی آخری حدوں کو چھو لینا ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی پھر بھی وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے تھے۔ ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) میں 1892ء میں پیدائش کے بعد کرہ ارض کے وسیع ارض پر اپنے قدموں کے نشان ثابت کئے اور ایک بھرپور کامیاب زندگی بسر کرنے کے بعد پاکستان کا یہ قابل فرزند آج ربوہ میں پیوند زمین کیا جا رہا ہے۔ اپنی زندگی اور کارناموں سے چودھری صاحب نے دنیا کو حتی الامکان سنوارنے کی کوشش کی۔ ان کے کارناموں کی یادیں ہماری تاریخ کو تابندہ رکھیں گی۔

......❁......❁......❁......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/جولائی 2007ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ ستمبر 1974ء میں جماعت احمدیہ کے متعلق آئین میں ترمیم کا اعلان ہوا تو دل چاہتا تھا کہ معاملہ گومگو میں نہ رہے اور جماعت کے بنیادی عقائد اہل وطن کے سامنے جامع و مانع صورت میں آنے ضرور چاہئیں۔ مقالہ نگار کے بارہ میں دیر تک سوچنے کے بعد دھیان حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کی طرف گیا۔ آپؓ نے میری تجویز کو پسند فرمایا اور فرمایا کل چار بجے آجائیے۔

ٹھیک چار بجے میں کاغذ قلم سنبھال کر اور حضرت چودھری صاحبؓ قرآن مجید اپنے سامنے رکھ لینے کے بعد املاء کے لئے لب کشا ہوئے اور فرمایا ''اس مضمون کا عنوان ہوگا ''میرا دین!''۔ جس کے بعد مسلسل ساڑھے چار گھنٹے تک ''املاء'' کا سلسلہ اس برجستگی اور نستعلیق پن کے ساتھ جاری رہا کہ آپؓ بہ دوران املاء نئے پیروں کے بارہ میں بھی ہدایت فرماتے رہے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ایسا مضمون لکھوا رہے ہیں جو ان کے نوک برزبان ہے۔ نہ کوئی فقرہ دوبارہ لکھوایا نہ کسی ''لفظ'' کو تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کی اور نہ ایک دفعہ بھی یہ دریافت فرمایا کہ پہلے کیا لکھا تھا۔ مضمون ابتداء میں جس رفتار سے لکھوانا شروع کیا تھا اس رفتار میں آخر تک ذرا جھول نہ آیا۔

رات گیارہ بجے کھانا کھا کر وہاں سے نکلا اور گھر پہنچتے ہی لکھنے بیٹھ گیا۔ نماز فجر سے آدھا گھنٹہ قبل مضمون مکمل ہوگیا اور اسی صبح حضرت چودھری صاحبؓ نے دستخط فرما دیئے۔ یہ مضمون ''لاہور'' کے اگلے شمارہ میں شائع ہوگیا جس کے بعد جماعتی جرائد نے اسے دہرایا اور بعض جماعتوں نے اسکے پمفلٹ بھی شائع کئے۔

☆ رسالہ ''لاہور'' میں ستمبر 74ء تک احمدیوں پر توڑے جانے والے مظالم کا ''روزنامچہ'' شائع ہونے پر بھٹو حکومت نے پبلشر ''لاہور'' (اس عاجز) اور ''لاہور'' کے پرنٹر کے خلاف ''ڈیفنس آف پاکستان رولز'' کے تحت دو مقدمات رجسٹر کرا دیئے جن میں دونوں کو 24،24 سال کی سزا دی جاسکتی تھی۔ ہم نے ہائی کورٹ میں ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے درخواست دائر کر دی مگر ہائی کورٹ کے پاس ایسے مقدمات میں ضمانت منظور کرنے کا اختیار باقی نہ رہا تھا۔ جج صاحبان ہر تاریخ پر ایڈووکیٹ جنرل سے ہمیں گرفتار نہ کئے جانے کی یقین دہانی حاصل کر کے ہمیں اگلی تاریخ دے دیتے۔ یہاں تک کہ ان کی مروت کا مزید امتحان لیتے رہنے کی بجائے ایک دن ہم نے اپنی درخواست واپس لے لی اور معاملہ اپنے رب پر چھوڑ دیا۔ اب مقدمات بھی قائم تھے اور گرفتاری بھی نہیں ہوئی تھی مگر اس کا خدشہ ہمہ وقت ہمرکاب رہتا تھا۔

11 فروری 77ء کی دوپہر تین چار پولیس افسر دفتر آئے اور بتایا کہ آج ہم ایک خصوصی بالائی حکم کے تحت آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ منشی صاحب کو میں نے احمدی وکلاء کے چند نام لکھوا رکھے تھے کہ اگر اچانک ایسی افتاد آن پڑے تو ان میں سے جو بھی مل جائے اسے مطلع کر دیں۔ راستے میں جناب محمد شفیع کو بھی ساتھ لیا کیونکہ بطور پرنٹر وہ بھی میرے رفیق ملزم تھے۔ جب ہم تھانہ گجر سنگھ میں پہنچے تو احمدی وکلاء پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ SHO صاحب نے بتایا کہ چونکہ اس تھانہ میں کوئی حوالات نہیں ہے اور آپ کو سول لائنز کے تھانے بھجوایا جائے گا اس لئے گرفتاری مغرب کے بعد ڈالی جائے گی۔ لیکن مغرب کے وقت انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ آج کی رات اپنے اپنے گھر میں گزاریں اور کل صبح ساڑھے نو اور دس بجے کے درمیان خود ہی تھانے آجائیں۔

واپسی پر مَیں نے مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں کو فون کیا تا کہ اگر ممکن ہو تو وہ خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کی درخواست کر دیں۔ لیکن حضرت چوہدری صاحبؓ نے فون اٹھالیا چنانچہ آپؓ ہی کو ساری رام کہانی سنادی۔ پھر ساری رات ''لاہور'' کا اگلا شمارہ تیار کرنے میں گزر گئی۔ پرچے کی تکمیل کے بعد نوافل کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے طمانیت عطا فرمادی اور میں نماز فجر کے بعد ایسا سویا کہ سوا آٹھ بجے آنکھ کھلی۔ 9 بجے کے قریب محترم محمد شفیع صاحب بھی کار میں بستر اور دیگر سامان رکھ کر پہنچ گئے۔ لیکن میں نے اُن کے اصرار بے حد کے باوجود اپنے ساتھ ایسا کوئی سامان لے جانا اپنے ربّ پر بے اعتمادی کے مترادف سمجھا۔ وہاں پہنچ کر ہم نے اپنے وکیل بھائیوں کو تھانیدار صاحب کے پاس بھیجا کہ ہم آگئے ہیں۔ وہ جب واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں مٹھائی کا ڈبہ اور ہونٹوں پر یہ خوشخبری تھی کہ گرفتاری نہیں ہوگی۔ انسپکٹر صاحب کو بھٹو صاحب کے سیاسی مشیر کا صبح فون آگیا تھا کہ گرفتار نہ کیا جائے۔

ساڑھے دس بجے دفتر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت چودھری صاحبؓ نے کئی بار پوچھوایا ہے کہ مَیں دفتر آگیا ہوں یا نہیں۔ پھر پیغام ملا کہ رات کا کھانا آپؓ کے ساتھ کھاؤں۔ آپؓ نے ڈرائیور اور کار بھی بھجوائی۔ جب کار بنگلہ کے سامنے پہنچی تو اس کی آواز سنتے ہی وہ سراپا شفقت ومحبت انسان بنگلے سے باہر آگیا اور میرے کار سے اترتے ہی مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور کہا ''زندگی میں یہ دوسری بے چین رات تھی کہ میں اطمینان سے سو نہ سکا اور رات بھر اپنے ربّ سے یہی کہتا رہا مولا کریم! ثاقب نے صرف یہی تو کیا ہے کہ تیری جماعت پر توڑے جانے والے مظالم کی تفصیل چھاپ دی ہے دنیا والوں اور احمدیت کی آئندہ نسلوں کی آگہی کے لئے''۔ میں نے دیکھا تو اس کریم النفس کی آنکھیں تشکر کے اشکوں سے لبریز تھیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
14th August 2009 – 20th August 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 14th August 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & MTA News
01:10	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th April 1995.
02:20	Al Maaidah: a culinary programme.
03:00	MTA World News
03:20	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 279, recorded on 21st October 1998.
0420	Dars-e-Malfoozat: An Urdu discussion programme on extracts from the Promised Messiah's (as) literature. Narrated by Abdul Qadeer Qamar Sahib. Programme No. 5.
05:40	Jalsa Salana Burkina Faso: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 26th March 2004.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor recorded on 8th February 2009.
08:05	Siraiki Service: A discussion in Siraiki about the Holy Prophet Muhammad (saw) and the importance of prayer. Hosted by Professor Abdul Basit with guest Abdul Majid Amjad.
08:50	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 30th March 1994.
10:05	Indonesian Service
11:00	Live Jalsa Salana Germany: live proceedings from Mannheim, Germany on the occasion of Jalsa Salana Germany 2009.
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Mannheim, Germany.
13:00	Live Jalsa Salana Germany 2009: Live proceedings from Mannheim, Germany including speeches delivered by various guests, on the occasion of Jalsa Salana Germany 2009.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	MTA International News
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Honey Bees: A discussion on Honey Bees hosted by Mohyuddin Mirza with guest Dr. Medhat Nasr.
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 15th August 2009

00:00	MTA World News
00:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25	Le Francais C'est Facile: A programme teaching you how to read, write and speak french. Presented by Naveed Marti. Programme no 58.
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th April 1995.
03:00	MTA World News
03:15	Friday Sermon recorded on 15th August 2009.
04:30	Inauguration of Darul Barakat: A VIP dinner in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim community, on the inauguration of Darul Barkat Mosque, Birmingham in 2004.
04:55	Rah-e-Huda: an interactive talk show about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 15th March 1998.
07:30	Live Jalsa Salana Germany 2009: Live proceedings from Mannheim, Germany including speeches delivered by various guests, as well as Huzoor's second day address delivered on the occasion of Jalsa Salana Germany 2009.
18:10	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 14th March 2009.
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 16th August 2009

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th April 1995.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:00	MTA World News
03:25	Friday Sermon Recorded on 14th August 2009.
04:25	Kidz Matters
05:30	Rainbow Lorikeets
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40	Kidz Matters: Part 1 of a kids discussion programme with members of Nasirat.
07:30	Live Jalsa Salana Germany 2009: Live proceedings from Mannheim, Germany including speeches delivered by various guests as well as the concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the occasion of Jalsa Salana Germany 2009.
18:05	MTA World News
18:25	Arabic Service
20:30	Jalsa Salana Germany 2009: repeat of Huzoor's concluding address.
22:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 1st February 2004.
23:10	Friday Sermon [R]

Monday 17th August 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & MTA News
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th April 1995.
02:25	Friday Sermon: recorded on 17th July 2009.
03:30	MTA World News
03:45	Honey Bees [R]
04:25	Jalsa Salana Germany 2009: repeat of Huzoor's concluding address.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Children's class with Huzoor, recorded on 11th October 2003.
08:10	Le Francais C'est Facile
08:35	French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 30th March 1998.
09:40	Indonesian Service: Friday sermon with Huzoor, recorded on 19th June 2009.
10:50	Khilafat Centenary Mosha'airah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: Recorded on 15th August 2008.
15:00	Medical Matters
16:00	Children's Class [R]
17:00	French Mulaqa'at [R]
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th May 1995.
20:30	MTA World News
21:05	Children's Class [R]
22:05	Friday Sermon: Recorded on 15th August 2008.
23:10	Medical Matters [R]

Tuesday 18th August 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:55	Liqaa Ma'al Arab: Recorded on 9th May 1995.
02:55	MTA World News
03:20	Friday Sermon: Recorded on 15th August 2008.
04:10	French Service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 30th March 1998.
05:00	Khilafat Centenary Mosha'airah
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 30th November 2003.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 21st June 1996.
09:20	MTA Variety: Khuddam Army Weekend
10:10	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Friday sermon recorded on 17th October 2008.
12:15	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Lajna UK Ijtema 2004: An Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 10th October 2004.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 30th November 2003. [R]
16:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 21st June 1996. [R]
17:25	MTA Travel: a visit to the city of Antalya, Turkey.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:40	Arabic Service: Friday sermon recorded on 14th August 2009.
20:30	MTA International News
21:15	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10	Lajna UK Ijtema 2004 [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan [R]

Wednesday 19th August 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd May 1995.
02:10	MTA Variety: Khuddam Army Weekend
03:00	MTA World News
03:20	Learning Arabic: Lesson no. 24.
03:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 21st January 1996.
04:50	MTA Travel: a visit to Antalya, Turkey
05:30	Lajna UK Ijtema 2004
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 8th February 2004.
08:00	MTA Variety: An interview with Sahibzada Mirza Ghulam Ahmad talking about his personal memories of the Khulafa-e-Ahmadiyyat.
09:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th June 1996. Part 1.
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
11:55	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Mubashir Ahmed Kahloon on the topic of 'status of other religions in Islam'. Recorded on 30th July 2005 at Jalsa Salana UK.
14:45	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th December 1986.
15:30	MTA Travel: A documentary on Brisbane and Its surroundings.
15:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
17:10	Question and Answer Session [R]
17:54	MTA World News
18:10	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd May 1995.
20:30	MTA International News
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:15	Jalsa Salana Speeches [R]
23:00	From the Archives [R]

Thursday 20th August 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:20	MTA Variety: An interview with Sahibzada Mirza Ghulam Ahmad.
01:35	Liqaa Ma'al Arab [R]
02:35	MTA World News
02:50	From the Archives [R]
03:45	Attractions of Australia: Rainbow Lorikeets
04:10	MTA Variety [R]
05:25	Jalsa Salana Speeches [R]
06:05	Tilawat
06:20	Ilmi Khutabaat: a Friday sermon delivered on 24th December 1976 by Hadhrat Mirza Nasir Ahmad, Khalifatul Masih III (ra).
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 15th February 2004.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st October 1995.
09:10	Kidz Matters: a discussion programme
09:45	Seerat-un-Nabi (saw)
10:05	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Bengali Service
13:40	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 27th October 1998.
14:50	Jalsa Salana Address
16:05	Ilmi Khutabaat
16:30	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:50	English Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:10	Dars-e-Malfoozat
18:30	Arabic Service
20:35	Kidz Matters [R]
21:10	Tarjamatul Quran Class
22:10	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22:30	Dars-e-Malfoozat [R]
22:50	Jalsa Salana Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 07 August , 2009 | Issue No. 32

حاصل مطالعه

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ایک جلالی حدیث رسولؐ اور آل محمدؐ کی نہایت لطیف تشریح

مخبر صادق ﷺ کی بیشمار پیشگوئیاں زمانہ مسیح موعودؑ میں کمال آب وتاب سے پوری ہوچکی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث میں خبر دی گئی تھی کہ مہدی موعود کے ساتھ عیسائیوں کا کچھ مناظرہ اور مباحثہ ہوگا۔ شیطان آواز دے گا کہ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے مگر آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آلِ محمدؐ کے ساتھ ہے۔ چنانچہ مباحثہ آتھم کے نتیجہ میں یہ پیشگوئی بعینہٖ وقوع پذیر ہوئی اور نہ صرف دلائل کی رُو سے عیسائیت کے نمائندہ کو شکست فاش ہوئی بلکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق پہلے بذلّت ہاویہ میں گھرا۔ پھر ہلاک ہوکر صداقت مصطفیٰ کا نشان بن گیا جو رہتی دنیا تک یادر ہے گا۔

سیدنا مسیح موعود و مہدی موعودؑ نے اس حدیث رسول کی توضیح کرتے ہوئے آلِ عیسیٰ اور آلِ محمد کی نہایت ایمان پرور اور لطیف تشریح فرمائی ہے جو قارئین الفضل انٹرنیشنل کے ازدیادِ علم وعرفان کے لئے نقل کی جاتی ہے۔ فرمایا:

’’اس حدیث میں لفظ آلِ عیسیٰ اور آلِ محمد محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دُنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰؑ کی کوئی آل نہیں تھی۔ پس اس جگہ بلاشبہ آلِ عیسیٰ سے مُراد وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ خدا ہے اور ہم اُس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مرکر اُس کی گود میں سوتے ہیں۔ سو اسی قرینہ سے آلِ محمد ﷺ سے بھی کوئی دنیوی رشتہ مراد نہیں ہے بلکہ ہر جگہ آل سے مُراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرتؐ کے رُوحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرتؐ کی یہی مُراد ہے نہ دنیوی رشتہ کہ جو ایک سفلی اور فانی امر ہے جو موت کے ساتھ ہی فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ (المومنون: 102) کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ نبی کا نفس کبھی اس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ آل کے لفظ سے محض اُس کی یہ غرض ہو کہ عام دنیاداروں کی طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو پَیرو بنانا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور اُس کا ساحت عزت اور مبلغ ہمت اس سے پاک ہے کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جس کے ساتھ ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم وملزوم نہیں ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ دُنیوی رشتے اسی دنیا میں ختم ہوجاتے ہیں اور قیامت میں انساب نہیں رہیں گے۔ لیکن اس کا نبی ایک ادنیٰ سے رشتہ پر ہی زور دیتا رہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔ حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان انبیاء جو کلمات مُنہ پر لاتے ہیں وہ اس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے شروع ہوکر آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ یا یُوں کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وُہ تمام کلمات اُس درخت کی طرح ہوتے ہیں جس کی جڑ نہایت مضبوط اور زمین کے پاتال تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور شاخیں آسمان میں داخل ہوں۔ لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ میں آتے ہیں تو عوام کالانعام اپنی محدود فہم اور کوتاہ عقل کی وجہ سے نہایت ذلیل معنوں میں ان کو لے آتے ہیں جو رُوحانیوں کے نزدیک قابلِ شرم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی دنیوی عقلوں کو آسمان سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ اور وہ نہیں جانتے کہ رُوحانی روشنی کیا شے ہے۔ اس لئے وہ جلدتر اپنی موٹی سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلندتر اشارات کو صرف دنیوی اور فانی رشتوں پر ہی ختم کردیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس فانی اور ناپائیدار رشتہ کے وراء الوراء اور قِسم کے رشتے بھی ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو مرنے کے بعد منقطع نہیں ہوسکتی اور نفی لَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ کے نیچے نہیں آتی۔ نہ صرف اس قسم کی آل جو فِدک جیسے ایک نام کے باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں۔ اور مشتعل ہوکر کبھی ابوبکرؓ کو بُرا کہیں اور کبھی عمرؓ کو۔ بلکہ خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے رُوحانی آل کا لقب نہایت موزوں ہے۔ اور وہ رُوحانی آل اپنے رُوحانی نانا سے وہ رُوحانی وراثت پاتے ہیں جس کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کرسکتا۔ اور وہ اُن باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اس وقت آگئے ہیں جبکہ اُن کی روح مُردہ ہوگئی اور اُس کو رُوحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ اس لئے رُوحانی مال سے لاوارث ہونے کی وجہ سے اُنکی عقلیں موٹی ہوگئیں اور اُن کے دل مکدّر اور کوتہ بین ہوگئے۔ اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسنؓ خدا کے برگزیدہ اور صاحبِ کمال اور صاحبِ عِفّت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رُو سے آنحضرت ﷺ کے آل تھے۔ لیکن کلام اس بات میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قِسم کو چھوڑا گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ وہ اعلیٰ قِسم امام حسینؓ اور حسنؓ کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی جس رُو سے وہ آنحضرت ﷺ کے رُوحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں یہ لوگ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کرتے اور ایک فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ روحانی وراثت لازم ملزوم نہیں۔ اور اگر یہ فانی رشتہ جو جسمانی تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق ملتا جو حضرت آدمؑ کا پہلوٹا بیٹا اور پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوحؑ آدم ثانی کے اُس بیٹے کو حق ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (ھود: 47) کا لقب پایا۔ سو اہل معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسینؓ اور امام حسنؓ آنحضرت ﷺ کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ رُوحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے وہ بلاشبہ آنحضرتؐ کے رُوحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا رُوح کا کوئی بھی رشتہ نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ رُوحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دُشمنی بھی ہوتی ہے۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آلِ رسولؐ ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آلِ رسولؐ ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول ﷺ کی کسرشان کرتے ہیں بلکہ اس تحریر سے ہمارا مُدّعا یہ ہے کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آل رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ بغیر رُوحانی تعلق کے ہیچ ہے۔ اور حقیقی تعلق اُن ہی عزیزوں کا رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ جو رُوحانی طور پر اس کی آل میں داخل ہیں۔ رسولوں کے معارف اور انوار رُوحانی رسولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو اُن کے پاک وجود سے پیدا ہوتے ہیں اور جو لوگ اُن معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پیدائش جدید اُن انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں۔ وُہی ہیں جو رُوحانی طور پر آلِ محمد کہلاتے ہیں اور پیشگوئی مذکورہ بالا میں شیطان کا یہ آواز دینا کہ حق آلِ عیسیٰ کی آل ٹھہراتا ہے۔ یہ شیطان کا کلمہ اس وجہ سے بھی دروغ ہے کہ وہ رُوحانی طور پر مُشرکوں کو حضرت عیسیٰ کی آل ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے والے آسمان پر اُنکے ساتھ کچھ حصہ نہیں پاسکتے اور نہ اُنکے وارث ٹھہر سکتے ہیں۔ پھر وہ رُوحانی طور پر اُنکے آل کیونکر ہوسکتے ہیں‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 363 تا 367)

حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور شعر ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ کا مبارک نام

عارفانہ فلاسفی اور دعا

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار مطبوعہ 4/نومبر 1900ء سے ایک بصیرت افروز اقتباس:

’’بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پارہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پُوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پُوری ہمدردی اور احکام کی اطاعت میں پُوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کردیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اس کو ضائع نہیں کرسکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسمِ محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ پیشگوئی مخفی تھی کہ آنحضرتؐ اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کیساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسمِ احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرتؐ دُنیا میں آشتی اور صُلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرتؐ کی مکہ کی زندگی میں اسمِ احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمِ محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خُدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسمِ احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سُنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صُلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سو اے دوستو آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ اور ہر ایک کو جو امن اور صُلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام رُوئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہوجائیں تا انسانی خُون ریزیوں کا زہر بکلّی اُن کے دِلوں سے نکل جائے اور خُدا کے ہوجائیں اور خُدا اُن کا ہوجائے۔ اے قادر وکریم تو ایسا ہی کر۔ آمین!‘‘

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 528-527)

خالد احمدیت حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی ایک مشہور ومعروف نظم کے دو شعر ہیں ؎

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہوگی
جہاں میں احمدیت کامیاب وکامراں ہوگی

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد